صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ ۔

مباحثات

بروز جمعرات 19 جون 1997

(بمطابق 13 صفر 1418 ہجری)

جلد 6	شمارہ 2

سرکاری رپورٹ

مندرجات	صفحہ نمبر
1۔ تلاوت کلام پاک اوراس کا ترجمہ	1
2 ۔ معززاراکین کی رخصت	2
3۔ بجٹ پر عام بحث	3

صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعرات مورخہ 19 جون بمطابق 13 صفر 1418 ہجری صبح نو بجکر تیس منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب سپیکرٹ ہدایت اللہ چمکنی مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۞ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۞
وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ ۭ وَاُولٰۗىِٕکَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۞ (سورہ آلِ عمران آیات ۱۰۵)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے اور تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیک اور اچھے کاموں کی طرف بلاتی رہے اور برائی سے روکتی رہے۔ اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔ ان لوگوں کی طرح مت ہو جاو جو متفرق ہو گئے اور واضح حکم آنے کے بعد بھی اختلاف کرنے لگے ایسے لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے۔

معزز اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: ان معزز اراکین اسمبلی نے رخصت کیلئے درخواستیں ارسال کی ہیں، جناب حبیب اللہ خان کنڈی صاحب نے از 16/6/1997 تا اختتام اجلاس' جناب ولی الرحمان خان صاحب نے 19/6/1997 to 20/6/1997' جناب وجیہہ الزمان صاحب نے 19/6/1997 to 20/6/1997 اور جناب سرنگزیب خان صاحب نے 19/6/1997 to 20/6/1997. Is it the desire of the House that leave may be granted to the Hon'able Members?

(The motion was carried.)

Mr. Speaker: Leave is granted.

جناب سپیکر: یو عرض مے ستاسو د معزز اراکین اسمبلئ په خدمت کښ کولو هغه دا چه نن Budget discussion شروع کیږی نو زه ستاسو په خدمت کښ رومبنے عرض دا کوم چه انشاء اللّٰه تعالٰی ټولو ممبرانو صاحبانو ته، چه چا٬چا خپل نومونه ورکړی دی، به بالکل د Relevant او د صحیح Discussion به پوره پوره موقعه ملاؤیږی چه هغوی په دے باندے څومره او څه Constructive خبرے کولے شی چه د هغے نه صوبے ته څه فائده اورسی نو انشاء اللّٰه ټولو ته به پوره پوره موقعه زه ورکوم- یو سوال مے درته دا هم دے چه یو سپیکر چه Speech کوی یعنی Discussion چه څوک کوی نو که ستاسو صلاح وی نو مونږه به یوه وعده پخپلو کښ اوکړو چه پوائنټ آف آرډر به څوک هم نه کوی، خواه که هغه د اپوزیشن والا ممبر ولاړ وی اوکه هغه د گورنمنټ والا ممبر ولاړ وی، هیڅ قسم له Interference به پکښ نه کوؤ- که تاسو ما سره دا Co-operation اوکړو نو دا به ستاسو ډیره ډیره مهربانی وی- پوائنټس بے شکه نوټ کوئ- سپیکر یا تقریر کونکے چه څه وائی، هغه تاسو نوټ کوئ او چه وخت راشی نو د هغے جواب ورکوئ- تاسو ما سره په دے خبره باندے اتفاق کوئ چه پوائنټ آف آرډر یا نور هیڅ قسم له Disturbance به نه وی؟

جناب احمد حسن خان: جناب سپیکر! تاسو ډیره ښه خبره اوکړه، انشاء اللّٰه

تعالٰی مونږ به ستاسو د خواهشاتو او د دے بنه حکم مطابق په دے باندے مکمل د عملدرآمد کولو کوشش کوؤ۔ اخبار سره تعلق لرونکی دوستان، د "کسوټی" اخبار د بندش په وجه باندے د پریس ګیلرئ نه بائیکاټ کړے دے نو که په دغه سلسله کښې د حکومتی بنچ نه څو دوستان د هغوی سره رابطه اوکړی او د هغوی خبره واوری او واپس راشی، نو ښه به وی۔ دے وخت کښې څو غالباً هغوی واپس نه دی راغلی۔

جناب بشیر احمد بلور (وزیر قانون): هغوی واپس راغلل۔

جناب احمد حسن خان: واپس راغلل، کیدے شی چه د هغوی ټوکن ګران وو او په دے وجه باندے هغوی واپس راغلی وی۔

جناب سپیکر: تاسو کښې بل چا څو څه خبره نه کوله؟ The Honourable Leader of the Opposition, Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao to please start with the discussion. Honourable Aftab Ahmed Khan Sherpao.

بجٹ پر عام بحث

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ (قائد حزب اختلاف): اعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرّجیم۔ بسم اللّٰه الرّحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کی جو تجاویز ہیں کہ اس بجٹ اجلاس میں تمام ممبران صاحبان ایک ضابطہ اخلاق کے تحت اس کارروائی میں حصہ لیں تو اپوزیشن کی طرف سے میں آپ کو مکمل یقین دہانی کا اعادہ کرتا ہوں۔ میری آپ سے دو دن پہلے بھی ملاقات ہوئی تھی اور ایسے ہی جذبات کا اظہار آپ نے بھی کیا تھا اور ہم بھی اسی جذبے سے کام لیکر آپ سے ضرور تعاون کریں گے۔ بجٹ پیش کیا جا چکا ہے اور آج اس پر Discussion کا پہلا دن ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ پہلے دن حاضری زیادہ ہوتی کیونکہ پھر آہستہ آہستہ ممبران صاحبان تھک جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے حاضری میں کمی ہوتی ہے لیکن پہلے دن سے حاضری کی کمی سے آثار کچھ ایسے نظر آتے ہیں کہ شاید ممبران صاحبان اس بجٹ میں اتنی دلچسپی نہیں لے رہے جیسی کہ لینی چاہئے تھی۔ میں آپ کی وساطت سے ابتدا ہی میں گورنمنٹ بنچز کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ ہم سب اس صوبے کی

بہتری، اس صوبے کی بھلائی اور اس صوبے کو خوشحال دیکھنا چاہتے ہیں اور اس مقصد کیلئے جو بھی بات ہم کریں گے، وہ Constructive انداز میں ہوگی۔ اس سے ہم کوئی Political milage نہیں لینا چاہتے۔ جب ہم حکومت میں تھے تو اس وقت بھی ہم نے اسی نظریے اور اسی مقصد سے، ہمارے اپنے جو وسائل تھے ان کو بروئے کار لاتے ہوئے، اس صوبے کی بہتری کیلئے کام کیا ہے۔ اگر ایسی کوئی بات میری تقریر میں ہو جو کسی کو بری لگے یا ناپسند ہو تو میں اس کیلئے بہرحال پہلے سے معذرت چاہونگا کیونکہ بنیادی مقصد ایک ہی ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ایک Constructive کردار ادا کریں۔ گو کہ میں نے اس دن چیف منسٹر، جو کہ فنانس منسٹر بھی ہیں، کی Speech بغور سنی تھی لیکن اس Speech میں اپوزیشن کے کردار یا اپوزیشن سے متعلق اس لحاظ سے کوئی ذکر نہیں کیا گیا تھا کہ صوبے کے حقوق کیلئے یا صوبے میں ہم اپوزیشن سے تعاون چاہتے ہیں۔ یہ ہم نے محسوس کیا ہے لیکن بہرحال چاہے تقریر میں ذکر ہو یا نہ ہو، ہم اپنا کردار ضرور ادا کریں گے۔ جناب سپیکر! شاید کہ میری تقریر ذرا طویل ہو لیکن مجھے امید ہے کہ آپ میرے ساتھ گزارہ کریں گے اور میں اس لحاظ سے بھی اپنی تقریر ذرا طویل کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اس موجودہ حکومت کا پہلا بجٹ ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہمیں ابھی ایک سو پندرہ دن ہوئے ہیں، تو یہ بات ان کی درست ہے لیکن جو صورتحال ان چھ سات مہینوں میں ملک میں رونما ہوئی ہے، اس پر بات کرنا بھی بہت ضروری ہے تو اسلئے جو General economic situation ہے اس ملک کی اور لوگوں کی جو توقعات ہیں، اس پر میں پہلے بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور اس کے بعد ہمارے جو صوبائی حقوق ہیں، اس پر بات کرونگا۔ اس کے بعد فیڈرل بجٹ پر جس کا اعلان ہوا ہے چونکہ اس کا اثر ہمارے صوبائی بجٹ پر بھی ہوتا ہے اور اس میں میں محترمہ بیگم صاحبہ کی اس تقریر کا جو انہوں نے 1995-96 میں اس اسمبلی میں کی تھی کہ مرکز کے بجٹ کا اثر اس صوبے پر بھی ہوتا ہے تو اس کا بھی میں ضرور ذکر کرونگا۔ اس کے بعد جو پراونشل بجٹ ہے، اس پر اور پھر Annual Development Programme ہے اور کچھ شعبے ہیں، میں ہر ایک شعبے میں جانا نہیں چاہتا لیکن کچھ شعبے ایسے ہیں جن سے اس صوبے کی بہتری ہو سکتی ہے، اس پر بات کرونگا اور جو Taxes propose کئے گئے ہیں ان پر۔ تو یہ خلاصہ ہے جن پر میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے پانچ نومبر کو صدر مملکت نے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کو Dissolve کیا اور یہ الزام لگایا کہ اقتصادی صورتحال بہت خراب تھی

اور میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا سوائے اس کے کہ میں اسمبلیوں کو Dissolve کر دوں اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس Economy کو، یہ انہوں نے خود مجھے Dissolution کے بعد کہا--------

جناب احمد حسن خان: جناب سپیکر! انتہائی معذرت کے ساتھ، آپ کے حکم اور خواہشات کے برعکس یہ جرأت کر رہا ہوں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کی جو تقریر ہے، وہ بہت ہی زیادہ اہم ہے اور میں محسوس کرتا ہوں کہ پریس سے متعلق اکثر بھائی بائیکاٹ پر ہیں اور اس تقریر کو کوریج دینا اور حقیقی معنوں میں عوام تک پہنچانا حکومت اور میرے خیال میں اپوزیشن کے دوستوں کی یکساں خواہش ہے تو اس لحاظ سے میں یہ عرض کرونگا کہ کوئی بھی حکومت کا ذمہ دار آدمی، میں آپ سے بھی معذرت چاہتا ہوں اور اپنے لیڈر سے بھی اور تمام ایوان سے بھی معذرت چاہتا ہوں لیکن یہ بات انتہائی ضروری ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کا جو خیال ہے، وہ عوام کو صحیح سپرٹ میں پہنچایا جائے تاکہ پریس سے تعلق رکھنے والے تمام صحافی حضرات اور دوست موجود ہوں۔

جناب بشیر احمد بلور (وزیر قانون و پارلیمانی امور): سپیکر صاحب! احمد حسن خان ٹھیک خبره اوکړله خو مونږ دا وايو چه هغوی راغلی دی خو مونږ ته چا دا نه دی وئیلی چه څوک پاتے هم دی۔ لاړ به شم، زه به ورسره خبره اوکړم، انشاء الله هغوی به راولو۔

جناب سپیکر: تاسو ورشئ، ورسره خبره اوکړئ۔ هسے احمد حسن خان پکار ده، دا خو Traditions دی چه پریس والا سره خبره اوکړی۔ نور انشاء الله تعالٰی مونږ سره دا هر څه ریکارډ کیږی۔ ټول پریس والا ته به نے زه ورکړم Don't worry about that.

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ: Thank you very much, Mr. Speaker. د دے باوجود هم به خپل ملګری ته دا ضرور وایمه چه Traditions د دے هاؤس دا دی چه لیډر آف دی هاؤس او لیډر آف دی اپوزیشن خبرے کوی نو په هغے کښې څوک Disturbance هسے هم نه کوی نو خپل ملګری ته هم زه په دے باندے ضرور ټوک ورکومه۔ جناب سپیکر! تسلسل میں تھوڑا سا خلل پیدا ہوگیا تھا تو فاروق لغاری صاحب نے یہ بات بذات خود مجھ سے کہی تھی Dissolution کے

دوسرے تیسرے دن کہ جی اقتصادی صورتحال بہت خراب ہے اور اسے سرجری کی ضرورت ہے اور اس کی سرجری کیلئے بیرون ملک سے ڈاکٹر منگایا گیا ہے شاہد جاوید برکی کی شکل میں کیونکہ ملکی جتنے بھی اقتصادی ڈاکٹر تھے، ان پر انہیں یقین نہیں تھا، اسلئے شاہد جاوید برکی کو باہر سے لایا گیا ہے اور وہی اس معیشت کو ٹھیک کریں گے اور یہ بھی کہا کہ دو تین مہینے کے اندر اندر اس اکانومی کے اثرات مثبت طور پر لوگوں کے سامنے آجائیں گے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا شاہد جاوید برکی نے یہ سرجری صحیح کی ہے یا وہ سرجری کرکے چلا گیا اور بیمار، بیمار ہی رہ گیا؟ بلکہ اس کے درد میں مزید اضافہ ہوگیا اور جس چیز کا اسے علاج کرنا تھا، وہ علاج نہیں کرسکا کیونکہ اس کے پاس سرجری کے جو Equipments تھے، وہ صرف Short terms کیلئے تھے۔ انہوں نے اس معیشت میں Short terms loaning کرکے High interest rate پر Borrowing کرکے تین مہینے کے اندر لکہ پہ پښتو کښې چه څنګه وائی "چه څادر نے وځنډو او د دے ملک نه واپس لاړو"۔ اس اثنا میں گورنمنٹ میڈیا نے ایک میڈیا ٹرائیل شروع کیا مسلسل تین مہینے تک کہ اکانومی خراب ہے، یہ ہوا ہے وہ ہوا ہے، لوٹ مار ہوئی ہے، یہ سب کچھ وہ مسلسل کہتے رہے، داستانیں بھی سناتے رہے اور اسی اثنا میں ملک میں الیکشن ہوئے اور ایک پارٹی آئی، میں اسے "اتحاد" کہونگا، ان کو بھاری مینڈیٹ ملا اور اتنا بھاری مینڈیٹ ملا کہ جس کی توقع شاید ان کو بھی نہیں تھی۔ اس وقت بھی ہمارا یہ خیال تھا اور میں نے اپنی دو تین تقریروں میں یہ کہا بھی تھا کہ اس بھاری مینڈیٹ سے آپ خوش تو ضرور ہوئے ہوں گے لیکن اس کی ذمہ داری سنبھالنا اتنا آسان نہیں کیونکہ لوگوں کی Expectations بہت زیادہ بڑھ گئی تھیں۔ ملک میں یوفوریا قائم ہوا، سٹاک مارکیٹس اوپر گئیں۔ نواز شریف صاحب نے ٹی وی پر آکر لوگوں کی جو امیدیں تھی، ان کو مزید بڑھا دیا اور ساتھ ہی ساتھ لوگوں سے کہا، کیونکہ لوگوں نے انہیں بھاری تعداد میں ووٹ دیئے تھے، کہ آپ مزید قربانی دیں اور Debt Retirement کیلئے پیسے دیں۔ وہ سلسلہ بھی کچھ حد تک چلا اور ٹی وی پر بھی روزانہ دکھاتے رہے کہ Debt Retirement کیلئے پیسے دیئے جا رہے ہیں۔ آخر میں سرتاج عزیز صاحب نے کہا کہ دو سو پچاس ملین ڈالرز ٹوٹل اس میں جمع ہوئے ہیں اور یہ Debt Retirement کی طرف ہی جائیں گے۔ اسی اثنا میں ملک میں ایک آفت آئی، پاکستان بننے کے بعد آٹے کا اتنا بڑا Crisis کم از کم مجھے یاد نہیں کہ ایسا کوئی Crisis آیا ہو۔ غریب بچے اور ان کی مائیں بغیر کچھ کھائے وقت

گزارتے رہے اور حالات اتنے بگڑے کہ سات اپریل کی جو پوزیشن تھی، اگر وہ دو تین دن اور اسی طریقے مسلسل چلتی رہتی تو شاید اس ملک میں انارکی آ جاتی اور 'Have' اور 'Have nots' کے درمیان ایک ایسا سلسلہ چل پڑتا جو ملک کو تباہی کی طرف لے جاتا۔ اس پر مختلف بیانات آتے رہے، ہمارے Interior Minister نے کہا کہ یہ غلطی Care takers کی ہے، فیڈرل فوڈ منسٹر صاحبہ نے کہا کہ نہیں، یہ پیپلز پارٹی کی حکومت کی غلطی ہے لیکن ہم نے اس سے کوئی Political milage یا Advantage لینے کی کوشش نہیں کی کیونکہ یہ غریبوں کے پیٹ کا مسئلہ تھا اور اس کے نتائج ملک کیلئے سنگین ہوتے البتہ یہ ضرور ہم نے کہا کہ اس کی High level پر انکوائری کی جائے اور جن وجوہات کی بنا پر یہ Crisis ملک میں پیدا ہوا ہے، اس کی نشاندہی کی جائے اور ان لوگوں کے خلاف ایکشن لیا جائے لیکن تاحال اس پر کچھ عمل نہیں ہوا۔ جنہوں نے غلطی کی ہے اور جنہوں نے اس آٹے کے Crisis سے فائدہ اٹھایا ہے، یا وہ مل مالکان یا وہ شخصیات جنہوں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے، ان سب کی نشاندہی بہت ضروری تھی کیونکہ اس سے عوام اور ملک کو جو نقصان پہنچا ہے تو یہ زخم کم از کم میں یہ سمجھتا ہوں کہ لوگ اسے مدتوں تک یاد رکھیں گے۔ اس ملک میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ لوگ بھوکے سوئے، چاہے ان کے پاس پیسے تھے یا نہیں تھے لیکن آٹے کی فراہمی نہیں تھی۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس دن اپنی Speech میں کہا کہ "The crisis is over", میں سمجھتا ہوں کہ آٹے کا یہ Crisis ابھی ختم نہیں ہوا، یہ دوبارہ آئے گا اور زیادہ زور و شور سے آئے گا اور اس سے لوگوں کو یا اس ملک کو جو نقصان پہنچے گا، اس کا سدباب کرنا بہت ضروری ہے۔ جناب سپیکر! کہا جا رہا ہے کہ پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں بہت زیادہ قرضے لئے گئے جس نے معیشت کو تباہ کر دیا ہے۔ اگر میں تفصیل میں جاؤں گا تو بہت ٹائم لگے گا کہ آیا یہ قرضے ایک حکومت کے دور میں لئے گئے ہیں یا یہ قرضے ہماری پچاس سالہ آزادی کے Accumulative effects ہیں۔ تیس بلین ڈالرز کا ہمارا جو قرضہ ہے تو یہ ہم نے تین سالوں میں نہیں لیا ہے بلکہ ہمیں تو اس بات کی خوشی ہے کہ ہمارے دور میں ایک بلین ڈالرز واپس کئے گئے ہیں تو جناب، یہ ایک Accumulative effect ہے اور میں آپ کو USSR کی ایک مثال دے سکتا ہوں کہ وہاں جب گورباچوف حکومت میں آئے تو گو کہ گورباچوف ذہین شخصیت اور ایک Political Human being تھے اور وہ ساری بات کو سمجھتے تھے لیکن اگر USSR segment ہو گیا

تو اسکی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ان کی اقتصادی صورتحال بہت خراب ہو گئی تھی اور وہ Accumulative Effect تھا۔ اسی طریقے سے یہ تیس بلین ڈالرز جو ہیں، تو یہ سالہا سال سے چلے آ رہے ہیں۔ یہ قرضے ہم نے جو لئے تو اس سے فائدہ اس ملک کو پہنچا کیونکہ قرضہ جو لیتا ہے تو وہ یہ کوشش کرتا ہے کہ یہ قرضہ بھی واپس کر دیا جائے اور ملک کو کچھ فائدہ بھی پہنچے۔ وہ فائدہ پہنچا ہے یا نہیں، یہ ایک الگ بات ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ فائدہ نہیں پہنچا۔ میرے پاس اعداد و شمار بھی ہیں کہ نوازشریف صاحب کے پچھلے دور حکومت میں ان قرضوں میں 2.6 بلین ڈالرز کا اضافہ ہوا اور ہمارے پچھلے دور حکومت میں 2.2 بلین ڈالرز کا اضافہ ہوا تھا تو اس چیز کو سامنے رکھیں ۔ ہم تو بار بار یہ کہتے ہیں کہ ہاؤس میں یا ہاؤس سے باہر اگر بیانات دیئے جائیں تو اعداد و شمار کے ساتھ دیئے جائیں تاکہ پھر ہم بھی اعداد و شمار کے ساتھ آپ کو مثبت جواب دے سکیں کہ بھئی، یہ یہ آپ نے غلطیاں کی ہیں اور یہی طریقہ ہوتا ہے لیکن Sleeping statements بنانا کہ یہ تباہی وغیرہ ہوئی ہے تو اسے میں صحیح نہیں سمجھتا۔ نواز شریف صاحب نے پچھلے دور حکومت میں انحصار کیا Domestic borrowing پر اور Expenditure meet کرنے کیلئے بینکوں سے Borrowing کی اور اس سے یہ ہوا کہ افراط زر میں بھی اضافہ ہوا اور جب نواز شریف صاحب کی پچھلی حکومت ختم ہوئی تو اس وقت ہماری National Growth Rate 2. 3 percent تھی اور آپ کو یاد ہو گا کہ معین قریشی صاحب نے اپنے ایک بیان میں کہا تھا کہ I have inherited a bad economy تو اس وقت یہ صورتحال تھی اور اب جبکہ ہماری حکومت کا خاتمہ ہوا ہے تو میں کچھ چیزیں ضرور آپ کے سامنے پیش کروں گا اور اگرکسی کو اختلاف ہو تو وہ ضرور اس کا Rebuttal کرے۔ ہمارے تین سالہ دور میں، میں نیشنل سطح کی بات کر رہا ہوں، جب Last Budget پیش کیا جا رہا تھا تو اس وقت National growth 6. 3 percent تھی اور ان Figures کو آئی۔ ایم۔ ایف نے بھی Contradict نہیں کیا۔ اس کے بعد نومبر تک ہماری حکومت تھی تو یہی Growth تھی۔ تین مہینے Caretakers کے اور اس کے بعد ابھی جو صورتحال ہے اور فنانس منسٹر نے جو کہا کہ یہ 3.1 percent پر پہنچ گئی ہےتو اس کی مجھے کوئی پروا نہیں ہے۔ ہاں البتہ اس کی ضرور انکوائری کرائی جائے کہ جو اعداد و شمار یا جو Figures ہم بتا رہے ہیں، اگر ان میں کوئی غلطی ہے تو قوم کو بتایا جائے کہ یہ Figures facts تھے یا غلط تھے یا اب جو Figures سرتاج عزیز صاحب بتا رہے ہیں، یہ

غلط ہیں؛ کیونکہ آگے چل کر میں ضرور بتاؤں گا کہ انہوں نے اپنے سامنے Targets رکھے
ہیں کہ یہ Targets ہم اس سال Achieve کرینگے۔ اگر National growth 3.1
percent ہے تو یہ پھر ایک سال کے اندر 6 percent تک نہیں پہنچ سکتی۔ لہٰذا جو
Figures وہ بتا رہے ہیں' وہ غلط ہیں وہ صحیح نہیں ہیں۔ باقی جو انہوں نے کہا کہ
Inflation rate کو میں اس سطح پر لے آؤں گا تو میں اس پر بھی بات کرونگا' لیکن وہ
یہ Targets achieve نہیں کر سکتے اگر اتنی خراب Economy ہو۔ اس کے برعکس میں
آپ کو ایک چھوٹی سی مثال انڈیا کی دیتا ہوں کہ وہاں پر ان کے Foreign
Exchange Reserves 28 Billion Dollars ہیں۔ Poverty line کے نیچے جو طبقے
ہیں یعنی انڈیا میں جو Poverty Elevation ہے' وہ تقریباً 50 percent ہے لیکن
ان کے Reserves 28 بلین ڈالرز کے ہیں۔ وہاں Inflation rate 6% ہے اور GDP کا
جو Deficit ہے وہ One percent ہے اور یہاں ان پانچ چھ مہینوں کی جو صورتحال ہے
وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ جب ہماری حکومت ختم ہوئی تو اس وقت Bank
borrowing تقریباً 48 بلین تھے اور اب اس سال کے آخر تک یہ Bankborrowing
100 billion تک پہنچ چکے ہیں۔ Deficit 6 percent سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ ریونیوز میں
چونکہ سرتاج عزیز صاحب نے مختصر مدت میں مختلف Reforms کی ہیں اور ٹیکس ریفارمز
بھی کی ہیں جس کی وجہ سے ہمارے ریونیوز کی Collections میں 60 بلین کی کمی
واقع ہوئی ہے۔ Trade deficit جو سرتاج عزیز صاحب خود مانتے ہیں وہ تقریباً 3.6 بلین
ڈالرز ہیں تو ان اعداد و شمار کو سامنے رکھتے ہوئے آیا جو توقعات لوگوں کی اس موجودہ
حکومت سے تھیں کیا وہ اب بھی وہی توقعات رکھ سکتے ہیں۔ یہاں کی صورتحال اور
دیہاتوں میں اور گلی کوچوں میں جو صورتحال ہے وہ مختلف ہے۔ Disparity اتنی بڑھ
گئی ہے کہ ایک Divide پیدا ہو گئی ہے Between the 'Haves' and the 'Have
Nots' ' لوگ Two ends کو meet نہیں کر سکتے۔ آپ پانچ نومبر اور آج کی Prices
لیں' چاہے وہ آٹے کی ہیں یا دوسری اشیاء کی' میرے پاس یہاں پر اعداد و شمار موجود
ہیں جن میں فائن اور نارمل آٹا' شوگر اور گھی کی Prices ' سوئی گیس اور بجلی کے نرخ'
سب میرے پاس موجود ہیں' ان میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے اور اب لوگ Basic
human needs کیلئے ترس رہے ہیں۔ کیا موجودہ جو دو بجٹ پیش ہوئے ہیں' وہ ان
Basic human needs کو اور اس Deprivation کو Cater کر سکتے ہیں؟ یہ ایک سوال

ہے اور اس پر ہم سب کو سوچنا چاہئے۔ یہ صورتحال تھی اس ملک کی جس پر میں نے آپ کے سامنے ایک خلاصہ پیش کیا ہے۔ جناب سپیکر! میں فیڈرل بجٹ سے پہلے صوبائی حقوق پر ایک دو باتیں ضرور کرنا چاہوں گا کیونکہ ہمارے چیف منسٹر صاحب نے اپنی Budget speech میں کہا ہے کہ صوبائی حقوق کا مکمل تحفظ کیا جائے گا اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ این۔ ایف۔ سی ایوارڈ کو ہم تسلیم کرتے ہیں تو ہمیں تعجب ہوا اور اتفاق سے آج صبح میں اخبار "پاکستان" پڑھ رہا تھا تو اس میں مینگل صاحب کا بیان آیا ہے اور انہوں نے آن دی فلور آف دی ہاؤس این۔ ایف۔ سی ایوارڈ کو Criticize کیا ہے اور کہا ہے کہ "این۔ ایف۔ سی ایوارڈ اور صوبوں کی گرانٹس میں کمی پر تنقید۔ این۔ ایف۔ سی ایوارڈ کے تعین میں وفاقی حکومت نے حقیقت پسندانہ انداز اختیار نہیں کیا"۔ یہ آج کا بیان ہے جو انہوں نے آن دی فلور آف دی ہاؤس دیا ہے۔ جہاں تک میرے علم میں ہے تو باقی تینوں صوبوں نے اس ایوارڈ کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ بیگم صاحبہ کا بھی اس پر ایک بیان ہے لیکن وہ 27 جنوری کا ہے۔ نگرانوں کو این۔ ایف۔ سی ایوارڈ جیسے حساس معاملات چھیڑنے کا کوئی حق نہیں۔ اختر مینگل صاحب کا ایک اور بیان بھی ہے۔ صابر شاہ صاحب کا بھی بیان ہے کہ "سرحد کیلئے رکھے گئے فنڈز ناکافی ہیں۔ وسائل کی تقسیم میں صوبوں کی پسماندگی اور مخصوص حالات کو بھی پیش نظر رکھنا چاہئے تھا۔ نئے این۔ ایف۔ سی ایوارڈ کا اعلان عجلت میں کیا گیا ہے"۔ یہ صابر شاہ صاحب کا بیان ہے۔ اجمل خٹک صاحب کا بھی بیان ہے کہ "نگرانوں کے اعلان کردہ این۔ ایف۔ سی ایوارڈ کو ہم تسلیم نہیں کرتے"۔ یہ بیانات میں نے صرف اپنے معزز لیڈروں کے پڑھ کر سنائے ہیں کہ این۔ ایف۔ سی ایوارڈ کے بارے میں انکے کیا خیالات ہیں۔ مجھے تو افسوس اس بات کا ہے کہ نگران حکومت نے اس ایوارڈ کا اعلان کیا کیوں، خصوصاً جبکہ الیکشن ہو چکے تھے There was a PrimeMinister in waiting اور تین دن کے بعد انہوں نے Oath لینا تھا تو کیا ضرورت تھی اس ایوارڈ کے اعلان کی۔ کیا اسے منتخب لوگوں کے سپرد نہیں کرنا چاہئے تھا؟ جب باقی اقتصادی بوجھ صدر صاحب نے موجودہ حکومت کے کاندھوں پر ڈال دیا تھا تو اسے کیوں اپنے ذمے لیا، اسے بھی منتخب وزیر اعظم کے کاندھوں پر کیوں نہیں ڈالا۔ یہ ایک عجیب سوال ہے جس کا مجھے کوئی Constitutional جواز نظر نہیں آتا کہ یہ اعلان کیوں کیا گیا۔ سب لیڈروں نے اس پر بیانات دیے ہیں اور ہم نے بھی دیے ہیں کہ یہ نہیں ہونا چاہئے تھا۔ یہاں اس کے لئے صوبائی سطح پر ایک کمیٹی بھی بنائی گئی

ہے جس نے اپنی Recommendations دی ہیں۔ اخبارات اور ادھر ادھر سے جو میں سمجھ سکا ہوں تو وہ Recommendations میں نے Collect کی ہیں اور میں وہی بات کروں گا۔ ہمیں تو اس بات کا افسوس ہے اور اس وقت میں نے یہ بات کی بھی تھی جب اس ایوارڈ کا اعلان ہوا تھاکہ اس میں اب آپ Change نہیں کر سکتے کیونکہ یہ Presidential Proclamation ہے تو جواب آیا کہ نہیں ہم اس میں Change کر سکتے ہیں اور شاید اس کمیٹی نے Recommendations بھی دی ہونگی اور اس پر غور بھی کیا ہو گا کہ یہ کیسے Change کیا جا سکتا ہے۔ اگر کیا جا سکتا تھا تو یہ ایوارڈ آپ اسمبلی میں پیش کر دیتے، یہاں Lay کر دیتے اور اپوزیشن کو بھی ساتھ شامل کر لیتے۔ اس کمیٹی میں اپوزیشن کے ایک ممبر کو بھی لے لیتے تو جیسے میں نے پہلے کہا کہ Political milage کیلئے نہیں بلکہ صوبے کی بہتری کیلئے اس میں شائد ہم بھی کچھ تجاویز دے سکتے جس سے حکومت کے بازو زیادہ مضبوط ہو جاتے اور یہی بیگم صاحبہ نے اپنے مختلف بیانات میں کہا ہے کہ حکومت اور اپوزیشن بلکہ انہوں نے، جب بلوچستان نے 1996-97 میں بائیکاٹ کیا، وہ سپیچ میرے پاس نہیں ہے، تو اس میں کہا تھا کہ بلوچستان کی حکومت حالانکہ وہاں پر مختلف گروپس ہیں اور مختلف پارٹیز ہیں اور دو دو، چار چار اور ایک ایک پارٹی کے ممبران ہیں لیکن ان سب نے متحد ہوکر اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کی اور آواز اٹھائی تو یہ ہم یہاں بھی کر سکتے تھے، ہم اس سے انکار نہیں کرتے لیکن یہ ہوا نہیں۔ چیف منسٹر صاحب نے بجٹ کے بعد جو پریس کانفرنس کی ہے اس میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ نگرانوں نے کیا ہے 'Un-elected' لوگوں نے کیا ہے لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ Elected Government نے این۔ ایف۔ سی ایوارڈ کا اعلان کیوں نہیں کیا، انکا اشارہ غالباً ہماری طرف تھا۔یہاں اس ہاؤس میں اس وقت کے فنانس منسٹر صاحب موجود ہیں وہ مجھے اس میں Bare out کریں گے کہ جب این۔ ایف۔ سی کمیشن کا اعلان ہوا اور میٹنگز ہوئیں تو ان میں یہ طے پایا تھاکہ اس پر مکمل Consensus ہونا چاہئے اور اس کے لئے انہی ممبران میں سے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی اور انہیں کہا گیا تھا کہ۔ آپ۔ چاروں۔ صوبوں۔ میں۔ جائیں، وہاں۔ میٹنگز۔ کریں۔ اور۔ پھر۔ متفقہ Recommendations دیں تاکہ ایوارڈ کا اعلان کیا جا سکے۔ شاید اس کی ایک کاپی افتخار مہمند صاحب کے پاس ہو گی۔ چاروں صوبوں میں سب کچھ طے ہو گیا تھا، وہ In writing ہے اور اس پر انہوں نے دستخط بھی کئے ہیں اور اس کی آخری میٹنگ اس وقت کی

فنانس منسٹر جو کہ وزیر اعظم صاحبہ تھیں، کے ساتھ ہونے کے بعد اسکا اعلان ہونا تھا لیکن بد قسمتی سے اسمبلی Dissolve ہوگئی تو وہ سلسلہ وہیں کا وہیں رہ گیا۔ میں تو اب بھی یہی کہونگا کہ اس وقت جو آپس میں طے ہوا تھا اسے منظر عام پر لایا جائے کہ کیا کیا آپس میں طے ہو گیا تھا تاکہ لوگوں کو پتہ چل سکے اور یہ بھی پتہ چل سکے کہ اس وقت ایک چیز یہ بھی تھی کہ صوبے اور مرکز کا جو Ratio ہے اس میں رد و بدل ہو گا یا نہیں ہو گا۔ مجھے پتہ ہے کہ وہ 80 اور 20 کے حساب سے صوبوں اور مرکز کے درمیان محاصلات کی تقسیم کا ذکر ہے اور وہی میرا خیال ہے اس صوبے کے لئے اسود مند ہے لیکن یہ ضرورت کیوں پیش آئی کہ مرکز، ہماری حکومت کے آخری دنوں میں بہت سے اطراف سے یہ کہا جا رہا تھا کہ اس میں مرکز کو وسائل نہیں مل رہے لیکن ہم نے اس پر Resist کیا اور کہا کہ اس فارمولے کو کسی صورت میں بھی Change نہیں کرنا چاہئے۔ یہ ضرورت کیوں پیش آئی تو اس میں Main بات یہ تھی کہ گورنمنٹ کی Emphasis کسٹم ڈیوٹی اور اس سے ہٹ کر سیلز ٹیکس پر تھی اور اب بھی صورت حال وہی ہے اور یہ پالیسی تھی کہ کسٹم ڈیوٹی اور امپورٹ ڈیوٹیز کو کم کیا جائے اور سیلز ٹیکس کو بڑھایا جائے لیکن چونکہ سیلز ٹیکس Divisible Pool کا حصہ تھا اور یہ اگر DivisiblePool کا حصہ رہتا اور وہی فارمولا 80 اور 20 کا رہتا تو مرکز کو اس سے کم وسائل ملتے اور صوبوں کو زیادہ وسائل ملتے تو انہوں نے تجویز پیش کی کہ اس میں دو تین ٹیکسز اور شامل کر دیں اور اس فارمولا کو Change کر دیں۔ Divisible Pool میں آپ کا جو حصہ ہے وہ آپکو اتنا ہی ملے گا اور اس میں کسٹم ڈیوٹی وغیرہ کو اس کا حصہ بنایا گیا ہے اور ٹیکس کے Base کو فی الحال Expand کر دیا گیا ہے اور Ratio کو 62.5 Center اور 37.5 Provinces کیلئے مختص کیا گیا جس کے نتیجے میں ہمارے Resources میں کمی واقع ہوئی ہے اور مرکز کے Resources میں اضافہ ہوا ہے۔ یہ بنیادی چیز ہے۔ جب تک کسٹم ڈیوٹی وغیرہ، اس کا Slack مزید نیچے نہیں لایا جاتا تو ایک یا دو سال تک صوبے کو شاید تھوڑی بہت اضافی رقم ملے لیکن جس Percentage سے ہمیں زیادہ ملنا چاہئے تھا، وہ Percentage اب کم ہو گئی ہے اور ایک فارمولا جو کہ طے شدہ فارمولا تھا اس میں Change لا کر اس صوبے کے ساتھ نا انصافی کی گئی اور آپ نے دیکھ لیا ہے کہ اس سال آپ کو Divisible Pool سے پچھلے سال کے مقابلے میں 1.07 billion کم پیسے مل رہے ہیں تو اس کا پہلا ریزلٹ آپ کے سامنے ہے۔ جناب سپیکر! چونکہ اس کے ساتھ

Net profit کا بھی تعلق ہے' Net profit کے لئے فورم تو دوسرا ہے لیکن این۔ ایف۔ سی میں اسے مجموعی طور پر لیا جاتا ہے کیونکہ یہ ہمارے وسائل ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ آپ کے اتنے وسائل ہیں تو آپ Projection کے لئے اور آئندہ کے لئے آپ صوبے کو کس طریقے سے چلائیں گے تو اس کو ایک حصہ بنایا جاتا ہے اور این۔ ایف۔ سی ہر سال Net profit کی Projection دیتا ہے۔ اب اس این۔ ایف۔ سی ایوارڈ میں اور 1991 کے این۔ ایف۔ سی ایوارڈ میں فرق یہ ہے کہ 1991 کا جو این۔ ایف۔ سی ایوارڈ تھا اس میں ہمارے Net Profit کو Safeguard کیا گیا تھا۔ این۔ ایف۔ سی Projection کے مطابق Presidential Proclamation میں وہ اسکا حصہ تھا لیکن اس دفعہ بدقسمتی سے این۔ ایف۔ سی ایوارڈ کے Proclamation میں نہیں ہے اور یہ Arrears یا Net profit جو ہیں وہ اس لحاظ سے Protected نہیں ہیں۔ اس میں یہ تھا کہ اگر واپڈا نہ دے تو فیڈرل گورنمنٹ یہ Surety دے گی کہ وہ یہ Net profit صوبے کو دے لیکن وہ چیز اس Proclamation میں نہیں ہے۔ میں جو اخبارات میں دیکھ سکا ہوں تو اس کے متعلق جو کمیٹی تھی تو اس نے بھی اس چیز کا اظہار ضرور کیا ہے کہ یہ Protected نہیں ہے اور میرے خیال میں اگر اسے لاء ڈیپارٹمنٹ کے پاس بھی بھیج دیا جائے تو وہ بھی کہیں گے کہ اسکو Protection نہیں ملی ہے۔ دوسری بات Development resources کی Distribution میں اس صوبے کو تھوڑا Edge دیا گیا ہے' اس صوبے کو اور بلوچستان کو اور اسے Resource Distribution Formula کہتے ہیں۔ 90% جو Resources ہوتے ہیں وہ پاپولیشن پر ہوتے ہیں اور دس فیصد میں سے پانچ فیصد صوبہ سرحد کو ملتا ہے اور پانچ فیصد صوبہ بلوچستان کو اور اسے اس دفعہ ختم کیا گیا ہے اور اس کی جگہ انہوں نے کہا ہے کہ ہم آپ کو Grant-in-Aid دیں گے اور Grant-in-Aid کل کو بند بھی ہو سکتی ہے' یہ Resource Distribution Formula تھا اور اس فارمولا کو اڑا دیا گیا ہے۔ اسمیں یہ دوسری غلطی ہے اور میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا تھا۔ تیسری بات جس پر غالباً کمیٹی نے بھی غور کیا ہو گا اور وہ یہ ہے کہ ہمیں یہ Arrears کیسے ملینگے اور جو Projections ہیں آیا اسکے مطابق فیڈرل گورنمنٹ کی Surety ہے کہ یہ Arrears ہمیں ملیں گے؟ اور اس کے لئے غالباً انہوں نے چیف منسٹر صاحب سے بات بھی کی ہے اور ان سے کہا ہے کہ آپ فیڈرل گورنمنٹ سے اس کے لئے میٹنگ کریں اور اس بارے میں مکمل تسلی کر لیں۔ انہوں نے تین چار

باتیں کی تھیں۔ 96-1995 کے بجٹ میں 8 ہزار 5 سو کی Projection کی ۔ گئی تھی جو کہ این۔ ایف۔ سی کی Projection تھی اور وہ تیس جون تک ضرور ملنے چاہییں۔ آئندہ کے لئے جو طے شدہ فارمولا ہے سی سی آئی کا' اے۔ جی۔ این۔ قاضی کا فارمولا تو اس کے مطابق ہر سال مہینے کے مہینے ہمیں اپنے Net profits دیئے جائیں۔ اگر اس لحاظ سے تعین نہیں ہو سکتا تو اس آٹھ ہزار پانچ سو کو Bunch amount رکھ کر آئندہ کے لئے این۔ ایف۔ سی ایک Projection کر دی جائے جیسے کہ انھوں نے اس سال نو ہزار چار سو ملین کی Projection کی ہے تو حکومت اس کو یقینی بنائے اور یہ ضرور ہمیں ملنے چاہئیں اور اس سال کے جو آٹھ ہزار پانچ سو ہیں وہ بھی ملنے چاہییں اور اگر یہ تسلی آپ کو فیڈرل گورنمنٹ دیتی ہے تو پھر آپ ان سے ضرور تعاون کریں لیکن میں نے بجٹ کے Documents دیکھے ہیں جس سے اس سال ہمیں آٹھ ہزار پانچ سو ملنے کی توقعات نہیں ہیں اور آئندہ کے لئے بھی ہمارے پاس کوئی گارنٹی نہیں ہے کہ بجٹ میں جو نو ہزار چار سو پیش کیے جا رہے ہیں وہ ہمیں ملیں گے۔ ہم نے اپنے وقت میں 22 اکتوبر کو' اس سے پہلے اس وقت کے Economic Advisor V. A. Jaffery سے ہمارا یہی سلسلہ چلتا رہا اور ہم یہ شور کرتے رہے کہ یہ Arrears ہمیں دیئے جائیں جس کے نتیجے میں وی۔ اے۔ جعفری صاحب نے اس وقت کے فنانس منسٹر صاحب کو خط بھی بھیجا تھا اور وہ مختصر سا خط ہے میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

Dear Minister! This is to confirm that Ministry of Finance agrees to the adjustment of arrears on account of hydel use. The adjustment would be made on the basis of Auditor General's Report and if this is not available on timely basis, the adjustment should be carried out on a mutually agreed provisional basis. The adjustments would be given effect in the Federal Budget of 1997-98.

اگر اور کوئی بات نہیں تھی تو اسی خط کو بنیاد بنا کر ہم اپنے حقوق حاصل کر سکتے تھے اور یہ خط فنانس میں پڑا ہوا ہو گا اور I am sure کہ کمیٹی نے اس خط کو دیکھ کر ہی اپنی Recommendations دی ہونگی تو اس لحاظ سے ہمیں نقصان ہوا ہے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ میں اسکی آپ کو ایک مثال دیتا ہوں اور آگے چل کر شاید اس کا میں دوبارہ بھی ذکر کروں اور وہ یہ کہ سال اب ختم ہونے والا ہے اور ہمارے بھائیوں نے کہا ہے کہ یہ

Economically بد ترین سال تھا' خراب سال تھا' اس سال کے بجٹ میں جو موجودہ سال ہے' اس میں این۔ ایف۔ سی کے Projections دیے گئے ہیں جو 16.2 بلین روپے ہیں اور اس بد ترین سال میں جسے آپ اب بھی کہتے ہیں کہ Economic collapse ہے لیکن پھر بھی 16 ارب روپے ہمیں مل رہے ہیں اور یہ 1991 کے فارمولے کے تحت مل رہے ہیں۔ اب Next year سرتاج عزیز صاحب کہتے ہیں ہم نے Structure ' جو ٹیکس ریفارم کئے ہیں تو اس سے ہمارا Base بڑھے گا' اس سے ہماری آمدن میں اضافہ ہو گا تو اب ہمیں 15 بلین مل رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جو نیا فارمولا ہے یہ Defective ہے اور اس سے ہمارے وسائل میں کمی آئی ہے۔ میں بتانا چاہتا تھا کہ ہم اس میں آپ کی مدد اس لحاظ سے کرتے ہیں کہ یہ صوبے کی بہتری کے لئے ہے اور اس میں جو اعداد و شمار بتائے گئے ہیں اگر وہ غلط ہوں تو مجھے Correct کیاجا سکتا ہے لیکن میں نے Purely مختلف Documents سے یہ اعداد و شمار لئے ہیں اور ہم اس سے Political milage حاصل نہیں کرنا چاہتے۔ میں حکومت کو ضرور یہ اشارہ بھی دوں گا کہ اگر واپڈا کو پرائیویٹائز کیا گیا جو کہ اب Cost پر ہے کیونکہ اس دفعہ واپڈا' پی۔ ٹی۔ سی وغیرہ کو Independent بنا دیا گیا ہے تو اس لئے کہ اس کو Viable بنا کر پرائیویٹائز کیا جائے۔ اگر یہ کیا گیا تو آپ کے Net profits اس سے بھی کم ہو جائیں گے۔ مکمل پرائیویٹائز تو ہو نہیں سکتا لیکن جو جو حصے Profitable ہیں وہ اگر پرائیویٹائز ہو گئے تو آپ کے Net profits میں مزید کمی ہو گی تو اس کے لئے میں آپکو ضرور Warning دینا چاہتا ہوں۔ تو یہ تھا این۔ ایف۔ سی جسکے بارے میں میں کم از کم یہ کہتا ہوں کہ یہ صوبے کے مفادات کے ٹوٹل منافی ہے اور اس سے اس صوبے کو In the long run بہت نقصان ہو گا اور ہماری آنے والی نسلیں اور اس کے بعد جو اسمبلیاں آئیں گی وہ کہیں گی کہ اس اسمبلی نے یا اس حکومت نے یا اس وقت کی جو اپوزیشن تھی' انہوں نے اس پر صحیح غور نہیں کیا تو اسلئے میں اپنے حکومتی بینچز کے بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم انکے ساتھ ہیں لیکن اسکا سد باب ضرورکیا جائے۔ اب جناب میں آتا ہوں فیڈرل بجٹ کی طرف چونکہ بجٹ سپیچ میں فیڈرل بجٹ اور اکنامی کیطرف اشارہ کیا گیا ہے اور بیگم صاحبہ نے بھی' جب وہ لیڈر آف دی اپوزیشن تھیں' نے بھی یہ کہا تھا کہ اگر ہم یہ کہہ لیں کہ مرکز میں جو بجٹ پیش ہوا اس بجٹ کا صوبے کے بجٹ پر کوئی اثر نہیں پڑیگا تو یہ ایک بہت ناجائز سی بات کرینگے۔ صوبے کا بجٹ اور مرکز کا بجٹ

دونوں لازم و ملزوم ہیں اس لئے میں اس فیڈرل بجٹ کے بارے میں ضرور بات کرونگا۔ حسب معمول نواز شریف صاحب نے پچھلے دور حکومت میں جو طریقہ کار اختیار کیا تھا وہی طریقہ کار اب دوبارہ شروع کر دیا ہے اور Bank borrowings پر انحصار کیا ہے۔ سرتاج عزیز صاحب کی سپیچ سب نے سنی ہوگی کہ جو Gap ہے 136 بلین کا اس میں ٹیکس کے رد و بدل سے 07 بلین اور 03 بلین پی ٹی سی سے زیادہ منافع کے طور پر حاصل ہوگا جس کا ٹوٹل 10 بلین بنتا ہے۔ 126 بلین انہوں نے Bank borrowings اور Non-Bank borrowings سے' Non-Bank borrowings یہ ہوتا ہے کہ اسمیں آپ بانڈز ایشو کریں اور اس سے پیسے حاصل کریں یہ Non-Bankborrowings ہے اور Bank borrowings direct ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ سٹیٹ بینک نے 54 بلین کا ہمارا Ceiling رکھاہے اور ہم 54 بلین ان سے لینگے تو یہاںمیں دوبارہ بیگم صاحبہ کی اس سپیچ کا ضرور حوالہ دونگا جہاں انہوں نے یہ اعتراف کیا کہ یہ باقی 30 ملین جو ہیں یہ ہم نے قرضے لئے ہیں اور جس بجٹ میں قرضہ آجاتا ہے تو وہ بجٹ خسارے کا بجٹ ہوتا ہے اور اسکو آپ پھر Surplus budget نہیں کہہ سکتے اور نہیہ عام آدمی کا بجٹ ہوتا ہے' یہ بیگم صاحبہ کی تقریر تھی اسی اسمبلی کے فلور آف دی ہاؤس پرتو Bank borrowings جب آپ 126 بلین روپے کےلیں گے اور اسمیں سے 54 بلین بینک کے اور باقی رقم جو ہے وہ آپ بانڈز اور بیئرر سرٹیفیکیٹس سے حاصلکریں گے یعنی Non-bank borrowings سے تو آپ خود اندازہ لگائیں کہ یہ خسارے کا بجٹ ہے یا Surplus budget ہے۔ یہ بجٹ بنا ہی ان قرضوں پر ہے تو جب آپ اتنے زیادہ قرضے لینگے تو اس سے Inflation بڑھے گی' Inflation بڑھے گی تو قیمتیں بھی بڑھیں گی اور اس سے عام آدمی کے بوجھ میں اضافہ ہوگا اور جیسے کہ کہا گیا کہ ہم نے ٹیکسز نہیں لگائے لیکن یہ طریقہ کار ہے Indirect taxes لگانے کا۔ جب Inflation بڑھتی ہے تو یہ زیادہ Pinch کرتی ہے۔ ایک ٹیکس جب لگ جاتا ہے تو ایک عام شخص کو یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ ٹیکس لگ گیا ہے تو چلو اس چیز کی قیمت دو روپے سے تین روپے ہو گئی ہے لیکن جب Inflation بڑھتا ہے اور آپ ایک دن ایک چیز دکان سے دو روپے کی لیں اور دوسرے دن جائیں اور وہ کہے کہ یہ تین روپے کی ہو گئی ہے تو لوگ زیادہ اشتعال میں آجاتے ہیں کہ بھئی' کل یہ دو روپے کی تھی آج تین روپے کی کیسے ہو گئی۔ یہ Inflationary trend جو بڑھ گیا ہے تو میرے اندازے کے مطابق اب بھی جو فگرز

دیئے گئے ہیں کہ Total expenditure 552 billion اور Total resources 487 billion یہ بھی غلط ہیں۔ Expenditure اس سے زیادہ ہے، آمدن اس سے کم ہوگی اور یہ خسارہ دو سو بلین روپے کا ہوگا جس سے آپکا Deficit جو ہے وہ 7% تک پہنچ جائے گا اور ساتھ ہی ساتھ وہ Projections دیتے ہیں کہ ہم Economic growth کو 6% پر لائیں گے، Agriculture growth کو 5% پر لائیں گے، انڈسٹریز کی Growth کو 7% پر لائیں گے، Export estimates 15% بڑھیں گے، Inflation کو 9% پر لائیں گے اور Fiscal deficit کو ہم 5% پر Complain کریں گے یہ Projections بالکل Un-realistic ہیں، یہ نہیں ہونگی اور آپ دیکھیں گے کہ چند ہی مہینوں میں مختلف چیزوں پر ٹیکس لگائے جائیں گے، منی بجٹ آئیں گے اور ان Projections کو تبدیل کیا جائے گا اور ان میں رد وبدل لایا جائے گا۔ آج میں نے یہ بات کی ہے اور آپ دو تین ماہ بعد دیکھیں کہ کیا صورتحال بنتی ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ انہوں نے Retail tax کے بارے میں کہا ہے تو Retail tax کو ٹریڈرز نے پہلے ہی نامنظور کر دیا ہے اور آج میں نے اخبار میں بھی پڑھا ہے کہ حکومت نے اسکو فی الحال موخر کر دیا ہے۔ اب اس بجٹ میں جو ایک انفرادیت ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے واپڈا، پی ٹی سی، سوئی گیس اور پیٹرولیم پراڈکٹس کو الگ الگ کر دیا ہے اور ان سے کہا ہے کہ آپ اپنے لئے آمدن بھی ڈھونڈیں اور اپنے اخراجات بھی اس کے مطابق ہی کریں۔ پہلے فیڈرل گورنمنٹ انکو کنٹرول کرتی تھی لیکن اب جبکہ انکو کنٹرول سے نکال دیا ہے تو فیڈرل گورنمنٹ تو کہے گی کہ ہم نے ٹیکسز نہیں لگائے تو اب واپڈا اپنی Prices خود بڑھائے گی۔ سوئی گیس والوں نے پہلے سے ہی اضافہ کر دیا ہے اور اب اسمیں مزید اضافہ کرینگے۔ اسی طریقے سے پی ٹی سی والوں کے تو ایکسائز ڈیوٹی میں کمی آئی ہے لیکن بعد میں کالز میں اضافہ کیا جائے گا کیونکہ اسے پرائیویٹائزیشن کے لئے Viable بنایا جا رہا ہے اور اسی طرح سے پیٹرولیم کی پراڈکٹس ہیں، پیٹرولیم پراڈکٹس میں ایک خطرناک پہلو یہ ہے کہ اس کے پہلے اشتہارات بھی آئے تھے کہ Zoning کے بارے میں سوچ رہے ہیں یعنی اس کے مختلف زون بنائے جائیں گے۔ شاید سکھر تک ایک زون ہو، ملتان تک دوسرا زون ہو اور ہر ایک زون کے لئے پیٹرول کی قیمت مختلف ہوگی۔ Transportation کا جو کرایہ ہے اسے سامنے رکھ کر مختلف جگہوں پر اسکے مختلف نرخ ہونگے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اس صوبے کے ساتھ زیادتی ہوگی کیونکہ یہ Locational ہمارے لئے Dis-advantage

ہے جس سے اس صوبے کو سب سے زیادہ نقصان پہنچے گا تو اس پر بھی فیڈرل گورنمنٹ کیساتھ ضرور بات کرنی چاہیے کیونکہ یہ ہمارے لئے نقصان دہ ہے۔ جب قیمتیں بڑھیں گی تو پھر فیڈرل گورنمنٹ کہے گی کہ ہم نے تو قیمتیں نہیں بڑھائیں لیکن یہ مزید بڑھیں گی اور ہر مہینے بڑھیں گی اور میں یہ بھی بتا دوں کہ لوگوں میں اتنی سقت نہیں ہے کہ وہ واپڈا کو دو مہینوں کے اکھٹے بل ادا کرسکیں تو اس لحاظ سے یہ ایک مشکل ترین دور ہے اور اس پر بڑی سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے اور یہ خوشی نہیں منانی چاہئے کہ بجٹ پاس ہوگیا ہے اور ہم نے ایک ریکارڈ بجٹ پیش کیا ہے لیکن کل آپ اسکے اثرات بھی دیکھیں گے اور وہ اثرات اچھے نہیں ہونگے۔

جناب سپیکر! اب میں پراونشل بجٹ کی طرف آتا ہوں جس میں کہا گیا ہے کہ کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا، سرپلس بجٹ ہے اور عوام کی فلاح و بہبود کیلئے بہت کچھ کیا گیا ہے۔ میں سب سے پہلے یہ ثابت کرنے کی کوشش کروں گا کہ یہ بجٹ Deficit budget ہے۔ میں بیگم صاحبہ سے معافی چاہتا ہوں کہ ان کی تقریر کی طرف میں دوبارہ اشارہ کرنا چاہوں گا۔ بیگم صاحبہ نے کہا تھا کہ جس بجٹ میں وہ رقم جو ہمیں مرکز سے منافع کی شکل میں ملتی ہو اور وہ رقم ہمارے ہاتھ میں نہ ہو اور اسے ہم بجٹ میں Reflect کریں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ رقم ہمارے پاس نہیں ہے اور جتنی رقم ہم نے Reflect کی ہے ہر پروگرام میں تو یہ خسارہ ہے کیونکہ یہ رقم ہمارے پاس نہیں ہے۔ میں اس بجٹ کو ایک Deficit budget سمجھتا ہوں کیونکہ اس بجٹ میں Net profit 9423 million project کیا گیا ہے جبکہ آپ کو 6000 ملین ملے گا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ 3423 ملین یعنی 3.4 بلین کا یہ ایک خسارہ ہوا۔ اگرکوئی ہمیں آن دی فلور آف دی ہاؤس یہ تسلی دے کہ یہ 9423 ملین ہمیں ملیں گے تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

(قہقہے) تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ، اگر آپ وائٹ پیپر دیکھیں تو آپ کی جو Receipts ہیں، وہ آپ نے 30297 ملین یعنی 30 ارب روپے دکھائی ہیں اور اگر ان میں سے یہ 3.4 ارب نکال دیں تو آپ کے پاس رہ جاتے ہیں 26874.047 ملین تو یہ آپ کے وسائل ہوئے اور دوسری طرف آپ کے جو اخراجات ہیں، وہ 30297.047 ملین ہیں تو یہ آپ خود دیکھ لیں کہ آپ کی Receipts کم ہیں اور اخراجات زیادہ ہیں تو اس لحاظ سے 3.4 بلین کا یہ فرق آیا ہے اور پھر لازمی بات ہے کہ جب فیڈرل گورنمنٹ میں Borrowings کا رجحان ہے تو یہاں پرکیوں نہ ہو۔ ہم نے اے ڈی پی کیلئے کوئی رقم نہیں رکھی اس لحاظ

سے کہ یہ 30 بلین آپ کے اخراجات ہیں' اس میں سے 4 بلین نکال لیں تو 26 بلین آپ کے پاس رہ جاتے ہیں جس سے Non-development expenditure پورے نہیں ہوتے تو اسے ڈی پی کیلئے کوئی پیسہ نہیں ہے۔ اسے ڈی پی کیلئے اڑھائی ارب روپے کا ایک Loan لیا گیا ہے' Borrowing کی گئی ہے اور ساتھ ہی 1.9 ارب روپے کے Foreign assistance loans ہیں' تو وہ اڑھائی ارب اس کے ساتھ ملا لیں اور ساتھ ہی اسے ڈی پی میں 250 ملین کی جو Short fall دکھائی گئی ہے تو ان تینوں کو آپ ملا لیں تو یہ 7173 ملین کا خسارہ بن جاتا ہے تو یہ صورتحال ہے جو آپ کے سامنے ہے اور میں نے فگرز انہی کتابوں سے لئے ہیں۔ ہمارے چیف منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ یہ Soft loan ہے۔ Soft loan اس لحاظ سے نہیں ہے کہ یہ 10 % پر ہے۔ چار پانچ پرسنٹ یہ بتاتے ہیں اور کچھ فارن ایکسچینج کی وجہ سے یہ 10 % بنے گا۔ ان Loans کیساتھ اور Conditonalities بھی ہیں' یہ Loans بغیر شرائط کے نہیں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ نے آئی ایم ایف سے بہت کچھ سیکھا ہے ۔آئی ایم ایف والے Conditionalities لگاتے ہیں اور انہوں نے یہاں Conditionalities لگائی ہیں۔ ان میں سے ایک Conditionality اس لحاظ سے خطرناک ہے کہ آپ نے پندرہ کروڑ روپے ایگریکلچر ٹیکس سے حاصل کرنے ہیں اور یہ Surety پراونشل گورنمنٹ نے دی ہے تب انہیں یہ Loan ملا ہے۔ پندرہ کروڑ روپے اس صوبے کیلئے بہت بڑی رقم ہے۔ یہاں اگر آپ پانچ ایکڑز پر بھی ٹیکس لگائیں تو تب بھی یہ پندرہ کروڑ روپے آپ حاصل نہیں کر سکتے۔ ہم نے تجربہ کیا ہے اور یہ ہو ہی نہیں سکتا لیکن انہوں نے ان سے وعدہ کیا ہے اور انہوں نے ان پندرہ کروڑ روپےکو اپنی Revenue receipts میں Depict کیا ہے۔ ہم ایگریکلچر ٹیکس کے Against نہیں ہیں کیونکہ ایک لحاظ سے ہم نے اسے اس صوبے میں Introduce کیا ہے لیکن اس سطح پر جہاں آپ کے پنجاب میں بھی شور ہو رہا ہے اور سندھ میں بھی شور ہو رہا ہے اور یہاں ہمارے پاس تو زمینیں ہی نہیں ہیں' ہمیں تو اپنے زمینداروں کو Incentive دینا چاہئے لیکن آپ نے زمینداروں پر ٹیکس لگا دیا ہے۔ آپ آبیانہ بھی ہر سال زیادہ کریں گے' وہ ایک الگ موضوع ہے کیونکہ نیشنل ڈرینج پراجیکٹ چاروں صوبوں نے مان لیا ہے جس کی وجہ سے ہر سال 25 % آبیانہ آپ کو زیادہ کرنا پڑے گا تو یہ ایک اور نقصان ہے تو اس لحاظ سے بھی یہ Loan strings کے ساتھ ہے۔ یہ Soft loan نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ Strings ہیں۔تو آپ دیکھیں کہ یہ

خسارے والا بجٹ ہے کیونکہ 7.173 ارب روپے کے خسارے کی نشاندھی میں نے آپ کے سامنے کر دی ہے۔ پراونشل بجٹ کے بارے میں ہم پر الزام لگایا گیا ہے کہ وسائل کم تھے، خرچے زیادہ کئے ہیں اور وسائل میں کوئی اضافہ نہیں کیا تو میں آپکو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے تین سالہ دور میں صوبائی وسائل میں تقریباً ایک بلین روپے سے زیادہ کا اضافہ ہوا ہے۔ ان تین سالوں میں اس صوبے میں جہاں ٹیکس کی Base بہت کم ہے، ہم نے ٹیکسوں میں ایک بلین روپے سے زیادہ کا اضافہ کیا ہے۔ آپ Pages 19 and 20 of White Paper دیکھیں تو 94-1993 میں ہمارے صوبے کے ٹوٹل وسائل 17785 ملین روپے تھے جو 97-1996 میں بڑھکر 28029 ملین روپے ہوگئے یعنی ان تین سالوں میں جہاں اس صوبے کے ٹوٹل وسائل اور Resoruces، جو آپ Collect کرتے ہیں تو یہ ٹوٹل تین بلین ہیں اور اس سال جو Collection ہوئی ہے وہ تین بلین کی ہوئی ہے۔ ہم نے ان تین سالوں میں Taxes and Non-taxes یا جو Resources ہیں ان میں ایک بلین سے زیادہ کا اضافہ کیا ہے تو آپ خود بتائیں کہ جب ایک بلین تین سالوں میں اضافہ ہو تو آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے وسائل پیدا نہیں کئے اور اس صوبے کی صحیح Governance نہیں کی۔ ہماری Governance کی ورلڈ بینک اور باقی جتنے بھی ایسے Foreign aided ادارے ہیں سب نے تعریف کی ہے کہ یہاں پر Governance ہے اور Good Governance ہے تو یہ ایک مثال تھی جو میں نے آپ کے سامنے پیش کی کیونکہ بار بار کہا جا رہا ہے کہ انکے پاس وسائل نہیں تھے اور انہوں نے وسائل کے بغیر اخراجات کئے ہیں۔ دوسری بات جو کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی تقریر میں بھی کی اور مختلف جگہوں پر بھی یہ کہا جا رہا ہے کہ Non development اخراجات میں اضافہ ہوا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ Non development expenditure میں اضافہ ہوا ہے لیکن کن وجوہات کی بنا پر ہوا ہے، وہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ ان میں نمبر ایک Debt servicing ہیں جو کہ اب چھ بلین تک پہنچ چکے ہیں اور اسمیں ہماری غلطی نہیں ہے، ایک آپ کے C. D. L. Loans ہیں، چاہے وہ SAP TIED ہیں یا فیڈرل گورنمنٹ نے آپ کو دیئے ہیں، اگر انکے آپ چارٹس دیکھیں تو یہ C. D. L. Loans شروع میں سات یا آٹھ پرسنٹ پر آپ کو مل چکے ہیں لیکن اب آپ کو یہی C. D. L. Loans 16.76% پر مل رہے ہیں۔ میں آپ کو فگرز بتا دیتا ہوں کہ یہ Loans جو ہیں، (Page-56) دیکھیں کہ 74-1973 میں 9.2% پر مل رہے تھے اور اب 97-1996 میں بڑھ 16

76% پر آپ کو مل رہے ہیں۔ اسی طریقے سے SAP TIED جو Cash Development Loans ہیں وہ بھی 16.76% پر آپ کو مل رہے ہیں تو لازمی بات ہے کہ اس لئے آپ کے جو Non developmental اخراجات ہیں وہ بڑھیں گے کیونکہ Loans کا جو مارک اپ ہے وہ اتنا زیادہ ہے کہ فنانس منسٹر نے خود کہا ہے کہ ہم اس سال چھ ارب روپے Debt servicing میں دینگے۔ دوسری بات Salaries کی ہے۔ کہتے ہیں کہ ملازمین کی تعداد کیوں بڑھا رہے ہیں، ملازمین کو بڑھانا پڑتا ہے کیونکہ جب آپکی Development out lay پھیل جائے خصوصاً پرائمری ایجوکیشن میں، پرائمری ہیلتھ کیئر میں تو، SAP-I and SAP-II Programme کی وجہ سے ہر سال تین، چار، پانچ ہزار سکول بنتے رہیں گے اور ان میں مزید اضافہ ہی ہوگا تو اس کے لئے آپ نے ٹیچرز رکھنے ہیں، چوکیدار رکھنے ہیں۔ اس طرح بی ایچ یوز میں آپ نے ڈاکٹرز رکھنے ہیں، ٹیکنیشنز رکھنے ہیں اور اسی طرح کی دوسری چیزیں ہیں تو ان سب کو آپ سامنے رکھیں گے۔ اگر آپ کا Development out lay بڑھے گا تو اس سے آپ کے Non developmental خرچے پورے ہونگے لیکن ایک بات ضرور ی ہے کہ اس کیلئے ایسا طریقہ کار اپنایا جائے کہ یہ توازن برقرار رہے اور اسی لئے جب ہم حکومت میں تھے تو ہم نے ایجوکیشن سیکٹر کے پرائمری ایجوکیشن میں بھی معمولی سی فیس رکھی تھی تاکہ لوگوں کو احساس ہوکہ یہ سکول ایسے نہیں بن رہے۔ اس وقت لوگوں نے شور مچایا تھا کہ جی دیکھیں بچوں پر انہوں نے فیس لگا دی ہے۔ جو User charges ہیں وہ اب بھی ختم نہیں کئے گئے ہیں، موجودہ حکومت نے ان کو برقرار رکھا ہے بلکہ اس میں مزید اضافہ کیا ہے۔ جب حکومت میں ہوتے ہیں تو ایک طرح باتیں ہوتی ہیں اور جب اپوزیشن میں ہوں تو دوسری طرح کی لیکن ہم اب بھی اس کی مخالفت نہیں کرتے (تالیاں) وہ User charges جو سکول کے بچوں پر لگایا گیا تھا، وہ اب بھی برقرار ہے اور اس سے آپ کو 14 کروڑ روپے مل رہے ہیں لیکن یہ الگ بات ہے کہ ہسپتالوں میں جو User charges لگائے گئے ہیں، میں ان سے متفق نہیں ہوں، خصوصاً بڑے ہاسپیٹلز میں۔ جب آپ داخلہ چٹ لیتے ہیں تو پچاس روپے ایک غریب آدمی کیلئے بہت بڑی رقم ہے، یہ بہت زیادہ ہیں اور میں اس سے متفق نہیں ہوں، پانچ دس روپے اس میں ایڈمشن کے شامل کرلیں تو یہ پچاس روپے تک بن جاتے ہیں، وہاں پر علاج معالجے کی جو مختلف سہولتیں ہیں اور ان پر جو چارجز لگائے گئے ہیں وہ ایک غریب کیلئے حد سے زیادہ ہیں تو میں اس سے اتفاق نہیں کرتا، تو ان چیزوں کی وجہ سے

اخراجات میں اضافہ ہوا ہے ۔ ہم نے اس وقت بھی 20 % across the board
non-developmental expenditure پر Cut اسلئے پیش کیا تھا کہ ہم چاہتے تھے کہ
یہ سلسلہ جو Non developmental اخراجات کا ہے، وہ کم ہو لیکن اس سال موجودہ
حکومت نے، جو کہتی ہے کہ ہم اخراجات کم کر رہے ہیں تو اس سال کے ان کے
Current expenditure 3196 million ہیں۔ پچھلے سال کے مقابلے میں اس میں اضافہ
ہوا ہے۔ یہ خود اندازہ لگائیں کہ Current expenditure میں کوئی کمی نہیں ہوئی بلکہ
پچھلے سال کے مقابلے میں اس میں 3196 ملین کا اضافہ ہوا ہے اور یہ Current
expenditure میں کافی اضافہ ہے--------------

ایک آواز: بریک کا وقت ہو گیا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ (قائد حزب اختلاف): تو پھر جناب سپیکر، I will take another half an hour, ابھی بہت کچھ ہے۔

Mr. Speaker: I think, let us adjourn the sitting for tea break and we will meet sharp at 11. 30. Thank you very much.

(اس مرحلے پر چائے کیلئے ایوان کی کارروائی آدھ گھنٹے کیلئے ملتوی ہوگئی۔)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ: جناب سپیکر صاحب! میں آپ کا اور زیادہ وقت لینا نہیں چاہوں گا۔ کوشش کروں گا کہ مختصر وقت میں ختم کروں تاکہ میرے اور بھائیوں کو بھی موقع مل سکے۔ یہاں اس ہاؤس میں چار سابق وزیرخزانہ بھی موجود ہیں، دو اس سائیڈ پر ہیں اور دو دوسری سائیڈ پر ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ بھی اس بجٹ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے۔ اس سائیڈ پر افتخارمہمند صاحب اور عدیل صاحب سابق وزیر خزانہ ہیں، ابھی میں نے پراونشل بجٹ کے Current side پر کچھ باتیں کی تھیں۔ اے ۔ ڈی۔ پی پر بات کرنے سے پہلے دو تین ہمارے ایسے موضوع ہیں جن پر بات کرنا اسلئے ضروری ہے کہ اس سے صوبے کی بہتری اور وسائل میں اضافہ ہوگا۔ سب سے پہلے میں Industrial growth کے بارے میں بات کرونگا۔ وفاقی بجٹ اس لحاظ سے بہت مایوس کن رہا کیونکہ جہاں باقی علاقوں کے Industrialists اور بزنس مین کو کافی سارے ۔

Incentives دیے گئے ہیں وہاں اس صوبے کو نظرانداز کیا گیا۔ جناب سپیکر! آپ ایک اعلیٰ' قانون دان ہیں' پرنسپلز آف پالیسی کے مطابق یہ حکومت کا فرض بنتا ہے کہ ان علاقوں کو جو پسماندہ ہیں' انہیں ان علاقوں کے برابر لایا جائے جو ترقی یافتہ ہیں۔ یہ پرنسپلز آف پالیسی کی Basic theme ہے اور اسی پر Constitution بنا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اسی پالیسی کو Adopt کرتے ہوئے اس صوبے کی بہتری کیلئے' کیونکہ یہ ایک Backward صوبہ ہے' اسے باقی صوبوں کے برابر لانے کیلئے انڈسٹریل سیکٹر میں یہ بہت ضروری تھا کہ اس صوبے کو خصوصی مراعات دی جاتیں لیکن سمجھ نہیں آتی کہ پچھلے دور حکومت میں جب نواز شریف صاحب حکومت میں آئے تو اس وقت لاہور چیمبر آف کامرس میں قراردادیں منظور کرائی گئیں' بہت شور مچایا گیا اور اخبارات میں اڈورٹائزمنٹ کی گئی تھی کہ گدون جو ہے وہ اس ملک کی معشیت کے لئے تباہ کن ہے اور گدون سے مراعات واپس لی جائیں لہذا گدون کے لئے جو مراعات تھیں وہ اس وقت واپس لے لی گئی تھیں۔ لاہور چیمبر آف کامرس اور دوسرے مختلف اضلاع یا ان ڈویژنز کے چیمبر آف کامرس جہاں پہلے سے ترقی تھی' یہ مطالبہ انہوں نے کیا تھا اور انکی وجہ سے گدون میں جتنی بھی صنعتیں تھیں' دس فیصد کے علاوہ' باقی سب بند ہو گئی تھیں اور اب وہ علاقہ ایک Deserted look دے رہا ہے جس سے ہمیں کافی نقصان ہوا ہے۔ اسوقت بھی ہم نے اسمبلی میں آواز اٹھائی تھی لیکن وہ مراعات ہمیں واپس نہیں ملیں اور اسوقت ہمیں بہت نقصان ہوا تھا۔ اب اس دفعہ پھر جب نواز شریف حکومت میں آئے ہیں تو عجیب بات ہے کہ اس دفعہ آل پاکستان سیمنٹ مینوفیکچرز ایسوسی ایشن نے ایک نیا سلسلہ شروع کر دیا ہے یعنی اپیلیں شروع کر دی ہیں نواز شریف صاحب کو کہ دو صوبوں کو خصوصی مراعات دی جا رہی ہیں جس سے ہمیں دھچکا لگ رہا ہے لہذا سیلز ٹیکس کی جو چھوٹ ہے صوبہ سرحد اور بلوچستان کے لئے' اسے ختم کر دیا جائے۔ یہ کافی دنوں سے آ رہا تھا اور بجٹ کے دوران سرتاج عزیز صاحب نے پورے ملک کی سیمنٹ انڈسٹریز سے سیلز ٹیکس ختم کر دیا ہے تو جو Incentive ہمیں ملنا تھا' وہ ختم ہو گیا باوجود اس کے کہ SRO 561 (1) of 1994 کے تحت جو انڈسٹری 31 دسمبر 2000 تک ہو اور جس کی لاگت ایک بلین روپے سے زیادہ ہو' اسے اس سیلز ٹیکس سے پانچ سال کی چھوٹ دی گئی تھی اور اس کی Cut off date تھی 2001 تک اور اب جبکہ سیلز ٹیکس کی چھوٹ ختم کر دی گئی ہے تو وہاں پھر انڈسٹری کون لگاتا ہے؟ Locational disadvantage ہے' مشکلات

ہیں تو اس صوبے کی مشکلات کو اب کیسے دور کیا جائیگا کیونکہ اس سے ان Investors کی حوصلہ شکنی ہوئی ہے جنہوں نے یہاں اس بناء پر انڈسٹریز قائم کی تھیں اور ان میں سے ابھی کچھ پروڈکشن میں بھی نہیں آئے' کہ یہاں پرہمیں مراعات حاصل ہیں اور اس سے ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہوسکیں گے اور یہ مراعات بعض کو پانچ سال کیلئے ملتیں' بعض کو شاید دو سال کیلئے ملتیں اور شاید بعض کو ایک سال کیلئے ملتیں۔ یہاں پر Locational disadvantage ہے اور Infra-structure کی بھی کمی ہے اور اسے ختم کر کے اس صوبے کیساتھ ناانصافی کی گئی ہے اور نہ صرف اس صوبے کیساتھ ناانصافی کی گئی ہے بلکہ اس سیلز ٹیکس کی چھوٹ سے حکومت پاکستان کو تین بلین روپے کا خسارہ ہو گا' ہمارے Resources میں تین بلین روپے کی کمی آئے گی۔ اس ٹیکس کی چھوٹ سے آل پاکستان سیمنٹ ایسوسی ایشن کو تو فائدہ پہنچا ہے لیکن اس صوبے کو نقصان پہنچا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس صوبے کیساتھ بہت ناانصافی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس صوبے میں Industry flourish کرے۔ میں نے بڑے غور سے وزیراعلیٰ کی تقریر سنی ہے اور اسمیں Industrial Revival and Growth Fund کی انہوں نے جو تجویز دی ہے کہ ہم یہ Fund create کر رہے ہیں جس میں 25 کروڑ روپے صوبہ ڈالے گا اور 25 کروڑ روپے بنکوں سے آئیں گے اور اس سے اس صوبے کی بہتری ہو گی اور Industry revive ہو گی اور اس میں ہم بجلی اور مارک اپ پر کچھ نہ کچھ مراعات بھی دیں گے۔ ایسے طریقے پہلے بھی اختیار کئے گئے تھے۔ یہ مارک اپ اور بجلی کی چھوٹ وغیرہ بہت ہی Insignificant چیزیں ہیں اور اس سے Industry revive نہیں ہوسکتی۔ ہم نے پہلے اعداد و شمار لگاکر الیکٹریسٹی کی چھوٹ دی تھی اور اس وقت کچھ انڈسٹریز نے یہ مراعات حاصل بھی کیں تھیں لیکن اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا As a whole کہ Industrial growth یہاں بڑھے ۔ جب تک مرکزی حکومت ہمیں خصوصی Incentives نہیں دیتی' اس صوبے میں Indusrial revival ناممکن ہے۔ ان Sick Units کے لئے کئی کمیٹیاں بنائی گئیں لیکن کسی کمیٹی کی Recommendations پرعمل نہیں ہوا۔ Sick Units ویسے ہی Sick Units رہ گئے اور وہ آج بھی Sick Units ہی ہیں۔ موجودہ حکومت نے ایک Initiative لیا ہے اور میں اسے اس لحاظ سے رد نہیں کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک Initiative لیا ہے اور ہم اس کے خلاف ہیں لیکن میں نے انہیں وارننگ ضرور دی ہے کہ اس سے Industrial Revival کسی صورت میں

بھی ممکن نہیں ہوگی۔ ان پیسوں کو ضائع کرنے کی بجائے مرکز سے خصوصی Incentives لئے جائیں۔ اسکے ساتھ ساتھ حکومت کی یہ پالیسی بھی سامنے آئی ہے کہ Dual Carriage Road کے دونوں سائیڈ پر انڈسٹریل اسٹیٹس بنائیں گے تو یہ بھی ناکامیاب تجربہ ہے کیونکہ پہلے بھی انڈسٹریل اسٹیٹس بنے ہیں اور ان میں بہت سے ایسے انڈسٹریل اسٹیٹس ہیں جو خالی پڑے ہیں۔ Infra-structure پر پیسہ خرچ ہو جاتا ہے لیکن انڈسٹری وہاں پر کام نہیں کرتی تو بجائے اس کے کہ جو انڈسٹریل اسٹیٹس ابھی موجود ہیں، انہی کو Boost کیا جائے۔ میں حاجی عدیل صاحب کے اس انٹرویو سے مکمل اتفاق کرتا ہوں جو انہوں نے فرنٹیر پوسٹ کو دیا تھا اور جس میں انڈسٹری کے بارے میں کچھ باتیں کی تھیں جو کہ کافی صحیح تھیں۔ ان سے پوچھا گیا تھا کہ What do you say of the reason for poor conditions of Industries in N.W.F.P. ? وہ متعلقہ جواب میں پڑھ دیتا ہوں۔

"The basic reason is the short term policies of the Government. As a person instals Factory but in-consistency in the Government policies affects the functioning of the Unit and ultimately it closes down. He put forth the example of Gadoon Amazai Industrial Estate, where the short term policies resulted in the closure of the Units. A consistant longterm and proper Industrial policy is the need of the hour and incentives to the Industries should be provided according to the climate and location of the area".

انڈسٹریل اسٹیٹ کے بارے میں بھی انہوں نے کہا تھا کہ

"Proposed that instead of making efforts for establishing new Industrial Estates, Government should pay heed to the existing Industrial Estates in the Province and these should be developed as existing new Industrial Zones most of the amount would be spent on infra-structure and other requirements whereas it would be better to start work on the already existing Units".

تو میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ اور بنائیں آپ جو موجود

ہیں، ان پر توجہ دیں تو زیادہ بہتر ہوگا بجائے اس کے کہ آپ ان پر بھی پیسے خرچ کریں۔ میں ایک اور تجویز ضرور دونگا گو کہ کام مشکل ہے، آسان نہیں ہے وہ یہ کہ Concentrate on the Cottage Industries جو دور دراز علاقے ہیں مثلاً چترال، سوات اور کالام ہیں جہاں کے لوگ Craft man ship جانتے ہیں، ان کیلئے وہاں Wood Working Centres وغیرہ بنائے جائیں، انکو Loans دئیے جائیں اور انہیں Encourage کیا جائے۔ مختلف جگہوں میں Cottage Industries پر توجہ دی جائے اور S.I.D.B نے جو Self Employment Scheme شروع کی تھی That should be rigorously pursued جسمیں تقریباً دو اڑھائی سو یونٹس کو قرضے دئیے گئے تھے اور یہ قرضہ سٹیٹ بینک آف پاکستان نے ہمارے صوبے کو Allocate کیا تھا اور اس پر Interest بھی تھا تو اسے بند کر دیا گیا ہے۔ اگر اسے دوبارہ Revive کریں تو شاید اس سے کچھ نہ کچھ، کیونکہ جب لوگ دیکھیں گے کہ چھوٹی چھوٹی انڈسٹریز نو لاکھ اور گیارہ لاکھ روپے کے ساتھ گھروں کے اندر کام شروع کر سکتی ہیں تو اس سے گوجرانوالہ، وزیرآباد یا لالہ موسیٰ والی فضاء پیدا ہوسکتی ہے تو وہ بہتر ہوگا بہ نسبت اس کے کہ ہم کوششیں کریں کہ Large کو اس طریقے سے لائیں تو وہ آئیں گے نہیں جب تک آپ انہیں مکمل Incentives نہ دیں اور جو Crisis of confidence between the Investors and Government that should be removed تو۔ تب جا کے یہ کام آگے بڑھ سکے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو سفر سیمنٹ اور دوسری انڈسٹریز نے کیا ہے، اس کیلئے ضرور آواز اٹھائی جائے کیونکہ ان انڈسٹریز سے Employment generate ہوگی، گورنمنٹ کو ایکسائز ڈیوٹی ملے گی، صوبے کو بھی بہت کچھ ملے گا اور اگر نہیں تو Octroi وغیرہ میں ضرور کچھ نہ کچھ اضافہ ہوگا۔ Industrial growth کے بارے میں یہ میری تجاویز تھیں۔ اسکے بعد ہمارا جو دوسرا اہم سیکٹر ہے وہ ایگریکلچر ہے۔ اس صوبے کا انحصار ہی ایگریکلچر پر ہے اور اسے ہمیں زیادہ Emphasis دینا چاہیے۔ موجودہ Atta crisis سے بھی آپکو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ ایگریکلچر پر توجہ نہ دینے کی وجہ سے ایک طرف تو Agriculturist کو نقصان پہنچا ہے اور دوسری طرف لوگوں کو نقصان پہنچا ہے۔ ایگریکلچر لیبر کی رورل ایریاز سے اربن ایریاز کی طرف جو Migration ہے وہ بھی آپ تب روک سکیں گے جب آپ ایگریکلچر پر زیادہ توجہ دیں گے۔ اسمیں ایک ایگریکلچر ٹیکس ہے اور جیسے کہ میں نے پہلے کہا کہ پندرہ کروڑ بہت زیادہ ہیں تو اسکا اندازہ یہاں پر تو

نہیں لگایا جا سکتا لیکن جب ایک پٹواری یا گرداور زمیندار کے پاس جائے گا اور اسے کہے گا کہ اتنے پیسے نکالو ایگریکلچر ٹیکس کے تو تب آپکو اسکا اندازہ ہو جائے گا کہ اس سے کیا طوفان برپا ہوتا ہے تو اسے ایک Sizable رقبے پر لگایا جائے کیونکہ یہاں پر Holdings بہت کم ہے، زمین بہت کم ہے اور اس سے جو نقصانات ہوں گے، ان کا ازالہ آپ بعد میں نہیں کرسکیں گے اور پھر آپ کو Retrack یا Back tract کرنا پڑے گا تو اس سے بہتر ہے کہ اسے آپ اس لحاظ سے دیکھیں اور ویسے بھی وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا ہے کہ ہم نے Taxes نہیں بڑھائے لیکن یہ ایک بہت بڑا ٹیکس ہے اور اسے آمیں اس لئے Depict نہیں کیا گیا کہ یہ اختیار اسی اسمبلی نے حکومت کو دیا ہے کہ وہ اس ٹیکس کو جب چاہیں بڑھا سکتے ہیں تو اسلئے اگر اس پر صحیح Work out کیا جائے اور جو Subsistence level ہے ساڑھے بارہ ایکڑ کا، اگر اس سے آپ نیچے آئیں گے تو یہ بہت ظلم ہو گا اور اس سے اوپر پر Progressively آپ اتنا لگائیں کہ زمیندار اسے برداشت کرسکیں۔ اگر ایک طرف آپ ٹیکس لگاتے ہیں Agirculturists پر تو دوسری طرف حکومت کا فرض بنتا ہے کہ انہیں مراعات دے جس میں Small loans and short terms loans شامل ہوں کیونکہ وہ اس کے مستحق ہیں۔ میرے خیال میں ADBP کی جو کارکردگی ہے، وہ بالکل ناقص ہے اور یہاں پر ہمارے بیٹھے ہوئے زمیندار بھائی بخوبی جانتے ہیں کہ اگر ایک دفعہ آپ ADBP سے Loan لے لیں تو پھر آپ اس سے قبر ہی میں چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں اس سے پہلے نہیں۔ Short terms loans میں خیبر بینک کو پہل کرنی چاہئے، باقی بینکس اور سٹیٹ بنک بھی ایسے مارک اپ پر Loans دیں تاکہ لوگ پھر اسے واپس کرسکیں۔ اتنے زیادہ مارک اپ پر نہ دیں کہ کل کو وہ برداشت نہ کرسکیں اور اس پر Compound interest بھی لگتا رہے تو بجائے اس کے کہ آپ 25 کروڑ اس فنڈ میں دیں، میں یہ کہتا ہوں کہ آپ اس میں تھوڑی سی کمی کر دیں اور ایگریکلچر کیلئے کچھ فنڈ بنائیں اور اس کیلئے With the help of Banks کچھ طریقہ کار نکالیں۔ ایگریکلچر کے جو Implements اور ضروریات ہیں، تو ان کیلئے فارم سنٹرز کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا، اسے ہر ڈسٹرکٹ میں Extend کیا جائے تاکہ وہ زمیندار جن کے پاس ٹریکٹر کی سہولتیں نہیں ہیں، وہ ان فارم سنٹرز سے مستفید ہوسکیں۔ اگر اسے Community basis پر چلائیں تو یہ ذرا سی کوشش سے نہ صرف چل سکتا ہے بلکہ منافع بخش بھی ہو سکتا ہے اور اس سے حکومت کو نقصان بھی نہیں ہوگا اور لوگوں کو

فائدہ پہنچے گا۔ یہاں پر Sugar cane اور ٹوبیکو، دو Cash crops ہیں۔ Sugar cane کی ریسرچ کو Intensify کرنا چاہیے۔ ہمارے پاس وہ اقسام نہیں ہیں جو پنجاب اور سندھ میں پائی جاتی ہیں، اسے Re-vitalize کرائیں اور اس ریسرچ سنٹر سے فائدہ اٹھائیں تاکہ ان زمینداروں کو، جو گنے کی فصل اگاتے ہیں، فائدہ پہنچ سکے۔ ہم نے اپنے وقت میں ایک ٹیم انڈیا بھیجی تھی ان کے Tobacco auction system کو سٹڈی کرنے کیلئے اور وہ وہاں سے واپس آئی ہے اور اس نے اپنی رپورٹ بھی دی ہے۔ اگر وہ Auction system، جو کہ دنیا میں مشہور ہے اور Internationally ہر جگہ رائج ہے، زمبابوے میں ہے، انڈیا میں ہے اور دوسرے ممالک میں بھی ہے، یہاں شروع کر دیا جائے تو اس سے نہ صرف زمینداروں کو ٹوبیکو کی بہت اچھی قیمت ملے گی بلکہ ساتھ ہی ساتھ گورنمنٹ کے ریونیوز میں بھی اضافہ ہوگا تو اسے Pursue کیا جائے اور ٹوبیکو کیلئے یہ Auction systemاس صوبے میں Introduce کیا جائے۔ دو تین اور باتیں ہیں، ایک تو یہ کہ Small dams کو Priority دینا چاہیے خصوصاً وہ ڈیم جو پانی کو سٹور کر سکیں۔ Southern Districts میں Small dams کے پانی کا لیول اگر ذرا اونچا ہو جائے تو اس پر پھر آپ ٹیوب ویلز لگا سکتے ہیں اور یہ دونوں Simultaneously ہونے چاہئیں، Small dams with Tube Wells. ان علاقوں کیلئے کیش پروگرام ہونا چاہئے تاکہ ان علاقوں کی جو زمین ہے اس سے ہم فائدہ اٹھا سکیں۔ اسی طرح CRBC کے کمانڈ ایریاز میں جو زمینیں آتی ہیں، کوشش کرنی چاہیے کہ Maximum water utilization ہو کیونکہ اب پانی تو بہت ہے لیکن زمینداروں کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ وہ اپنی زمینوں کو ہموار اور اس پانی کو استعمال کر سکیں۔ تو اس کیلئے ایک Crash programme of water utilization کا ہو اور ان فارمرز کو Assistance دینی چاہئے تاکہ وہ اپنی زمینوں کو لیول اور اس پانی کو استعمال کرسکیں تو اس سے ہمیں فائدہ ہوگا۔ ایک اور بات جس کا تعلق ایگریکلچر سے ہی ہے لیکن ہے ایریگیشن کا پرابلم اور وہ یہ ہے کہ حال ہی میں Care takers کے وقت میں نیشنل ڈرینج پراجیکٹ منظور کیا گیا جو ورلڈ بینک کا پراجیکٹ ہے اور Soft loan ہے لیکن اس سے اس صوبے کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہمارے Problems surface water کے ہیں ڈرینج کے نہیں۔ ہمارے ہاں نیشنل ڈرینج سسٹم ہے اور اس Loan سے اس صوبے کو 2% فائدہ بھی نہیں پہنچے گا لیکن ہمیں اپنا حصہ In rupee component میں دینا پڑے گا اور ہر سال آبیانے کی

قیمت میں اضافہ کرنا پڑے گا۔ ڈرینج کا پرابلم زیادہ تر پنجاب اور سندھ کا ہے۔ ہمارا Surface water ہے اور اگر یہ ایک دفعہ شروع ہو جائے تو پھر Surface water کیلئے کوئی پیسہ موجود نہیں ہوگا۔ گومل زام، کرم تنگی زام بلکہ کسی ڈیم کیلئے بھی پیسہ نہیں ہوگا، Foreign assistance جس سے آپ یہ شروع کرسکیں گے، وہ سارا پیسہ اسی نیشنل ڈرینج پراجیکٹ میں جائیگا جس سے اس صوبے کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر ہماری تھوڑی سی چینلز ٹائلز بھی ہو جائیں تو بھی اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ آپ نے مجموعی طور پر پورے صوبے کی چینلز کو دیکھنا ہوگا اور یہ بہت ضروری ہے۔ اسکے ساتھ PIDA Provincial Irrigation Development Authority ۔ اگر ۔ قائم ہوگئی اور کل کو یہ Semi Autonomous Body بنے اور وہ اسے بیچنا شروع کر دیں تو پھر اسے بڑے زمیندار خرید سکیں گے لیکن چھوٹے زمیندار نہیں خرید سکیں گے۔ وہ اپنی Viability کیلئے، اپنی Sustainabilty کیلئے پانی کی قیمتیں اتنی زیادہ بڑھائیں گے کہ وہ زمیندار کی قوت خرید سے باہر ہو گا۔ اس سسٹم کو Trial bsasis پر پہلے Try کر لیں اور اگر گورنمنٹ سمجھتی ہے کہ اس سے فائدہ ہوگا تو اسے آگے بڑھائے ورنہ نہ بڑھائے۔ اس ایریگیشن کیلئے جو اتھارٹی بنائی جا رہی ہے خدا کیلئے وہ اس صوبے کیلئے نقصان دہ ہے تو ایریگیشن کے بارے میں یہ میری چند ایک باتیں تھیں۔ ہمارے پاس Resouces کا جو تیسرا ذریعہ ہے وہ Hydels کا ہے۔ ہماری پچھلی حکومت میں پانچ O.S.S.L ہی شروع ہوئے تھے، پانچ سائٹس، جس میں فارن انویسٹمنٹ آئی ہے۔ اس سے تقریباً 250 میگا واٹ بجلی Generate ہوگی، صوبے کو 7 پیسے فی کلو واٹ آمدن ہوگی یعنی 223 Cents per kilo volt صوبے کی آمدن ہوگی۔ اسمیں Equity particapation بھی اس صوبے کی 5 to 10% ہوگی تو اس سے آپ کی Resource base بڑھ جائے گی اور 25 سال بعد یہ سائٹس اس صوبے کی ملکیت ہو جائیں گے۔ اب بھی ایسا لگتا ہے کہ انویسٹمنٹ پاور جنریشن میں سٹور ہوگئی ہے کیونکہ جو پالیسی ہے وہ واضح نہیں ہے۔ اب بھی متضاد بیانات آ رہے ہیں کہ جو پہلے والی پالیسی تھی، اس میں Changes آ رہی ہیں، یہ ہو رہا ہے اور وہ ہو رہا ہے لیکن کم از کم ہائیڈل پالیسی کے بارے میں، چونکہ اس کا تعلق اس صوبے کیساتھ ہے، صوبے کو چاہئے کہ وہ فیڈرل گورنمنٹ سے کہے کہ پوری پالیسی کا تعین یہی ہوگا اور L.O.S.S بھی یہاں سے ایشو ہونگے۔ اگر واپڈا کیساتھ ریٹس مقرر کرنے ہیں تو صوبہ واپڈا کیساتھ بات کرے تو اس سے یہ ہوگا کہ One window

opreation یہاں شروع ہو جائے گا اور بجائے اسکے کہ یہاں L.O.S.S کے بعد مرکز میں جائیں۔ اور وہاں جو پرائیویٹ پاؤرز بورڈ ہے' اس سے مذاکرات کیے جائیں تو وہ مشکل طریقہ کار ہے لہذا اسے اپنی تحویل میں لینا چاہئے تاکہ صوبہ آسانی سے لوگوں کو انویسٹمنٹ کیلئے مدعو کرسکے۔ جناب سپیکر! یہ ایک عجیب Peculiar سال ہے' جیسے کہ میں نے پہلے کہا کہ اے ڈی پی کیلئے ہمارے اپنے Resources میں پیسے نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے اڑھائی ارب روپے Loan لیا ہے' 250 ملین روپے کا Short fall دکھایا گیا ہے اور پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ 250 ملین روپے اے ڈی پی کیلئے لوکل گورنمنٹ سے لیے گئے ہیں۔ پہلے یہ Precedent کبھی نہیں تھا کہ اے ڈی پی کیلئے لوکل گورنمنٹ کے پیسے بھی آپ استعمال کریں تو 250 ملین روپے اس کیلئے گئے ہیں جسکی وجہ سے اے ڈی پی کا سائز With foreign investment 4927 million کا ہوگیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ پچھلے سال 8 بلین کی اے ڈی پی تھی اور اس میں کمی ہوئی ہے لیکن کمی اسمیں ہم نے نہیں کی' اس میں کمی Caretaker گورنمنٹ نے کی ہے لیکن اس کے باوجود بھی Revised estimates میں پچھلے سال کی جو اے ڈی پی ہے وہ 5852 ملین ہے یعنی اس سال کی جو اے ڈی پی ہے وہ پچھلے سال کی Revised A.D.P سے بھی تقریباً 925 ملین کم ہے اور اگر آپ 13% Inflation بھی اس کے ساتھ شامل کر دیں تو پھر یہ بہت ہی کم رہ جاتی ہے۔ میں ویسے مقابلہ کر رہا تھا اے ڈی پیز کا تو جو موجودہ اے ڈی پی ہے' اس سال کی' تو یہ 92-1991 کی اے ڈی پی کے تقریباً برابر ہے یعنی ہم کئی سال پیچھے چلے گئے ہیں۔ اس سال اس اے ڈی پی میں فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے سوائے پاپولیشن ویلفیئر کے اورکوئی انویسٹمنٹ نہیں کی گئی۔ اس میں جو پراجیکٹس ہمارے وقت میں شروع ہوئے تھے' انہیں Own کرنے کی کوشش کی گئی ہے اورہمیں اس پرکوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ یہ اس صوبے کا سرمایہ ہے' چاہے وہ ہزارہ یونیورسٹی ہے' چکدرہ یونیورسٹی ہے' ریشون ہائیڈل پراجیکٹ ہے' پشاور یا ملاکنڈ پیکج ہے اور چاہے وہ 500 بیڈز کا پشاور ہاسپٹل ہے' یہ سب اس صوبے کے پراجیکٹس ہیں۔ پرسوں وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک پریس کانفرنس کی تھی اور اسمیں کہا تھا کہ پچھلی حکومت نے Retorex سے کام لیا تھا اور ملاکنڈ پیکج اور دوسری چیزوں کیلئے کوئی پیسہ مختص نہیں کیا گیا تھا۔ میں آپ کو اس کی ایک مثال ان ہی کی اے ڈی پی سے دیتا ہوں کہ جس میں اس کا ذکر موجود ہے---------

جناب سپیکر: وی به آفتاب خان۔ چه تا سو کتلے دے نو وی به، بالکل به وی۔
جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ: میں بتا دیتا ہوں جناب سپیکر۔ اس میں کچھ Anomaly ہے جو میں بتا دینا چاہتا ہوں اور وہ ہے Page-45 پر۔

"A sum of rupees 205 million for development purposes in addition to allocation of annual development was allocated by Federal/ Provincial Government funded schemes".

یہ پچھلے سال 1996-97 کے Revised میں ہے جس میں پشاور پیکج، 500 beds Hospital، ریشون، ہزارہ یونیورسٹی، ملاکنڈ پیکج، چکدرہ یونیورسٹی، ان سب کو بریکٹ کر دیا گیا ہے اور انکے سامنے 110 لکھ دیا گیا ہے اور اب یہ پیسہ دوسری سکیموں پر خرچ کیا جا رہا ہے اور خصوصاً پشاور ہاسپیٹل کے پیسے، جو کلکٹر کے پاس پڑے ہوئے ہیں، کو سکریپ کر دیا گیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ ہسپتال بنے کیونکہ زمین کا تعین ہو چکا ہے اور پیسے بھی کلکٹر کے پاس پڑے ہوئے ہیں تو اسے سکریپ نہ کیا جائے کیونکہ فیڈرل گورنمنٹ نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ اسے فنڈ کریں گے تو پھر آپ کیوں اسے سکریپ کرتے ہیں؟ اسی طرح ہماری حکومت کے بارے میں کہا گیا کہ جی انہوں نے اپنی اے۔ ڈی۔ پیز ہمیشہ Over-pitch کی ہیں کیونکہ رقم ایک کو دی جاتی ہے اور پھر بعد میں اس میں Changes کر دی جاتی ہیں۔ میں آپ کے سامنے ان تین اے ڈی پیز کا ذکر کرتا ہوں جو ہم نے اپنے وقت میں شروع کیں تھیں اور بجٹ میں بھی ان کا ذکر موجود ہے۔ 1994-95 کی اے ڈی پی کا سائز 6963 تھا جو Revise میں 7349 تک پہنچ گیا تھا یعنی اس میں اضافہ ہوا تھا، کمی نہیں ہوئی تھی۔ 1995-96 کی اے ڈی پی کا سائز 7665 تھا جو Revise میں 8081 تک پہنچ گیا تھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ پیسے جو اے ڈی پی کیلئے مختص تھے، یہ پیسے خرچ ہوئے ہیں اور اس کی Development ہر جگہ ہوئی ہے۔ آخری سال 1996-97 کا سائز 8771 تھا جو ہم نے سکریپ نہیں کیا بلکہ اسے ڈاؤن گریڈ یا کم Care takers نے کیا تھا اور موجودہ حکومت نے اس میں کمی کی ہے، ہم نے کمی نہیں کی ہے۔ اگر آج ہم بجٹ پیش کر رہے ہوتے تو میں اس کا جوابدہ ہوتا اور اگر اس میں کمی ہوتی تو پھر یہ سوال کیا جا سکتا تھا۔ جناب سپیکر! اس اے ڈی پی میں سوشل ایکشن پروگرام کیلئے Allocation کم دی گئی ہے خصوصاً ہیلتھ اور ایجوکیشن میں۔ بیگم صاحبہ مجھ سے Agree کرینگی کہ، گو کہ میں نے انکی تقریر مارک نہیں کی لیکن

پڑھی ضرور ہے جس میں انہوں نے زیادہ Emphasis ایجوکیشن پر دیا ہے' ایجوکیشن اور ہیلتھ دونوں میں کمی انہوں نے کی ہے۔ دوسری Anomaly ہے کاغان ڈیویلپمنٹ اتھارٹی اور گلیات ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کے بارے میں' پچھلے سال کے بجٹ میں ان کیلئے پیسے بھی مختص کئے گئے تھے' ابھی وزیر اعلیٰ صاحب نے اعلان کیا ہے لیکن میں نے سب کتابیں دیکھی ہیں' ایک پیسہ بھی ان کیلئے Allocate نہیں کیا گیا۔ ان کے بقول اس سال سپلیمنٹری بجٹ نہیں ہوگا' جب سپلیمنٹری بجٹ نہیں ہوگا تو ان دونوں اتھارٹیز کو پیسہ نہیں مل سکے گا لیکن ان کیلئے پیسے بہت ضروری تھے۔ جب 5800 کی اے ڈی پی تھی تو تب بھی انہوں نے چلائی ہے تو ان دونوں اتھارٹیز کو پیسے ضرور دینے چاہیے تھے۔ اسی طرح انہوں نے فیڈرل گورنمنٹ کی سڑکوں کے بارے میں بات کی ہے۔ نوشہرہ چکلاٹ روڈ کے بارے میں انہوں نے کہا کہ نوشہرہ چکلاٹ روڈ کے اٹک والے حصے پر کام ہو گا جس کیلئے پیسے مختص کئے گئے ہیں اور وہ حصہ پنجاب کا ہے۔ زیادہ رش Between Nowshera and Attock ہے جس پر کام بالکل بند ہے اور ایسا لگتا ہے کہ اس کیلئے کوئی Allocation نہیں کی گئی۔ جو Allocation انڈس ہائی وے کیلئے کی گئی ہے تو اس کا زیادہ تر حصہ پنجاب میں ہے اور ہمارا حصہ بہت کم ہے تو اس سے اس صوبے کو نقصان ہوگا۔ ویسے کرک کیلئے میں ضرور یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ زیبی ڈیم ہم نے شروع کیا تھا اور اس کا سنگ بنیاد یا Foundation Stone, In-augration بے شک فرید طوفان صاحب کر لیں' ہمیں اس سے بڑی خوشی ہوگی۔ جناب سپیکر! Tax proposals' بس یہ آخری ہے۔ جناب سپیکر! کہا گیا کہ 69 کروڑ کے ٹیکس لگائے جائیں گے اور کہا گیا ہے کہ کوئی ٹیکس نہیں لگایا۔ اربن پراپرٹی پر جو ٹیکس لگایا گیا ہے' اس میں تین سے پانچ مرلے' اس دن جب انہوں نے Finance Bill introduce کیا تو میں اٹھا اور میں نے کہا کہ ہم مخالفت کرتے ہیں That was just a symbolic اب بھی آن دی فلور آف دی ہاؤس بات کر رہے ہیں کہ ہم فنانس بل میں Amendements پیش کرینگے۔ تین سے پانچ مرلے والے مکانات پر بھی پراپرٹی ٹیکس لگایا گیا ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ لوئر مڈل کلاس کے لوگ ہیں اور یہ انکے ساتھ ناانصافی ہے' اس پر وہ چیخیں گے اور یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ ہاں البتہ اس سے اوپر کی سطح تک ہو تو پھر کوئی بات نہیں ہے لیکن Please to 5 marlas property پر' اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ہم اس پر بیٹھ کر بات کر لیں کیونکہ یہ تو Proposals ہیں اور ہمیں اسے مسئلہ نہیں بنانا چاہیے

لیکن یہ ضروری ہے کہ جو Proposals ہیں ان پر غور ہونا چاہیے۔ ویسے بھی یہ ڈبل ٹیکسیشن ہے اس لحاظ سے کہ ابھی ہمارے پاس ذرائع بہت کم ہیں کہ کن کن چیزوں پر ہم ٹیکس لگائیں، دو چیزوں پر تو حکومت ٹیکس لگاتی ہے جس میں ایک پراپرٹی ہے اور دوسری رجسٹریشن ہے لیکن فیڈرل گورنمنٹ نے گاڑیوں پربھی ٹیکس لگا دیا ہے اور ساتھ ہی گھروں پر بھی ٹیکس لگا دیا ہے تو اس صوبے کیلئے کیا چھوڑا گیا ہے تو This is also an infringement on the autonomy of thisProvince in the sense.

کہ یہ ٹیکسز ہیں۔ اگر یہ ٹیکسز ہم نہیں لگا سکیں گے تو پھر کہاں سے ہمارے پاس رقم آئے گی، کیا طریقہ کار ہو گا؟ ہمارے پاس جادو کا وہ تو نہیں ہے۔ ہم ٹیکسز لگاتے ہیں جو بہت کم ہیں اور وہ بھی لگائیں تو یہ اچھی بات نہیں ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں ضرور کمی کرنی چاہیے۔ ایگریکلچر ٹیکس کی بات میں کر چکا ہوں اور اب آخری بات کہ Loans کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا اور اس کیلئے ایک پروگرام بھی مرتب کیا گیا ہے کہ سات سال سے زیادہ ہو تو 5% دی کر اپنے Loans معاف کرا لیے جائیں اور اس سے کم ہوں تو 30% ، میرا خیال ہے کہ Loan defaulters کیساتھ اگر یہ سلوک روا رکھا گیا تو پھرآئندہ بھی یہ Precedent قائم رہے گا کہ لوگ Loan لیں گے اور واپس نہیں کریں گے۔ آپ ان سے اس کے بدلے Double amount لیں کیونکہ سات سال پہلے روپے کی جو قیمت تھی ڈالر کے مقابلے میں تو وہ آج اس سے ڈبل ہے تو یہ پیسہ تو ویسے بھی Zero پیسہ ہے اس پہلے کے مقابلے میں تو اس سے کیا ہوگا؟ ہمیں تو یہ بھی عجیب لگ رہا ہے کہ واقعی کچھ Loan defaulters اپنے Loans کی Re-adjustment کر رہے ہیں، Re-structuring کر رہے ہیں اور اس حکومت کے کچھ اعلیٰ عہدہ داروں نے تو ہائیکورٹ میں یہ Claim بھی کیا ہے کہ ہمیں 5 بلین روپے کا حرجانہ دیا جائے کیونکہ ہمیں نقصان ہوا ہے تومیرا خیال ہے کہ یہ مانگنے کا نہیں بلکہ دینے کا وقت ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کے Patience کو داد دیتا ہوں اور اس ہاؤس کا بھی مشکور ہوں کہ جنھوں نے میری باتیں بہت غور سے سنیں۔ میں یہ دہرانا چاہتا ہوں جناب سپیکر، کہ صوبے کی بہتری کیلئے، صوبے کے حقوق کیلئے آپ ہمیں پیچھے نہیں پائیں گے، ہم ضرور مدد کریں گے لیکن جو حالات ہیں تو اسکی نزاکت کو دیکھیں، اس کی Seriousness کو سمجھیں، اس کی Ground reality کو دیکھیں اور اس کے بعد In all seriousness چاہیے یہاں پر ہے، چاہے فیڈرل گورنمنٹ میں ہے، ایک ایسا National consensus

پیدا کریں تاکہ یہ ملک ترقی کر سکے ورنہ اس کی ذمہ داری ہم سب پر ہوگی اور اگر یہ ملک نہ رہا تو پھر ہماری انفرادیت بھی نہیں رہے گی۔ بہت بہت شکریہ۔ (تالیاں)

جناب سپیکر: حاجی محمد یوسف خان ترند۔ .Absent جناب پیر محمد خان' ایم پی اے۔

جناب پیر محمد خان: اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللّٰہ الرحمان الرحیم۔ شکریه۔ جناب سپیکر صاحب! ما هم ډیر څه مواد جمع کړی وو، خو ډیر پکښې شیرپاؤ خان پیش کړل۔

جناب سپیکر: پیر محمد خان! څومره مواد چه دے جمع کړی دی، زه درته غلے ناست یم، خو څلورو ورځو ته هم ګورئ او صبا پکښې د جمعے ورځے ته هم ګورئ۔ څلور ورځے دی، خوښه ستاسو ده چه خپلو ملګرو له څومره حق ورکولے شئ؟ زه درته بالکل په آرام ناست یمه او د ټول هاؤس ډیره شکریه ادا کوم چه څوک بالکل Interference نه کوی۔ که تاسو ټول تے ښه په آرام سره اورئ نو زه به نے هم په آرام اورم۔ صرف یو څیز ته به لږ خیال کوئ چه د کومو څیزونو وینا اوشوه د هغے Repetition avoid کوئ او بس صفا خبره کوئ۔ اپوزیشن والابه وانی خراب دے او دا بل طرف به وانی چه ښه دے۔ بس په لنډو تے خلاصوئ۔ (تالیاں)

جناب پیر محمد خان: جناب سپیکر صاحب! زه به نے د شارټ کولو کوشش کومه۔ ما خو د تیر کلونو هغه اے۔ډی۔پیز هم خان سره راوړے وی او په هغے کښې مے هم Flags ایښودی دی، د دے ثبوت د پاره مے دا راوړی وو چه د موجوده بجټ او د تیر بجټ لړه مقابله او Comparison مو کړے وے۔ اول Objection خو په دے بجټ باندے زما دا دے جناب سپیکر صاحب، چه نورکله طریقه دا وه، تاسو ته پخپله پته ده، ټول ممبران حاضر دی چه کله بجټ تیاریږی نو د هغے نه یو یا دوه میاشتے مخکښې د هر ډویژن میټنګز اوغوښتے شی، ډویژنل وائز میټنګز کیږی او په هغے کښې د هر ایم پی اے نه د هغه Priorities واغستے شی۔ د دے بجټ په جوړولو کښې د یو ډویژن نه څوک هم نه دی راغوښتے شوی، د چا نه هم Priorities نه دی غوښتے شوی، چا سره د څه قسمه مذاکرات نه دی شوی، بس خو اچانک بجټ جوړ

شوے دے او اچانک راغے، پی- این- ډی تیار کړو او مونږه ته پیش شو- زمونږه بدقسمتی دا ده چه زمونږه بجټ د سیاست دانانو په خانے د پی اینډ ډی په یو بنده کمره کښ جوړیږی او دغه بندے کمرے ته مونږه مخکښ د محسن صاحب په ورخو کښ د Problems and Difficulties Department نوم ورکړے وو خو چه فلاسفی ډیپارټمنټ ورته اووایو او که څه ورته اووایو، چه په دے بنده کمره کښ دوئ د دے ټولے صوبے د پاره بجټ جوړوی او بیا چه کله هغه دلته مونږه ته اسمبلئ ته راشی نو مونږه ته دوه ورځے د تیارئ د پاره وی- ټول کال چه دوئ کوم کتابونه تیارکړی وی نو دوه ورځے تاسو مونږ له د تیارئ د پاره راکړئ او څلورو ورځو کښ هغه ټول Speeches ختمول غواړئ نو هغه بجټ چه دوئ د ممبرانو د صلاح او مشورے نه بغیر تیار کړے وی او دلته کښ ئے راوړی، هسے طریقه کار دا دے چه د بجټ په Volume کښ هر کال دس پرسنټ اضافه کیږی- زمونږه دا اُلټا راوړن شوے دے، کمیږی، بیا پکښ ډیره یوه عجیبه خبره ــ شیر پاؤ خان پکښ ډیرے خبرے اوکړے، د هغه خبرے شاید چه زه بهر تلے وم، ما نه دی اوریدلی یا دوئ کړی نه وی، چه دوئ په دے Receipt کښ کوم آمدن ښودلے دے نو په هغے کښ د مرکز نه چه کوم دوئ مونږه ته سارهے نو ارب روپئ ښودلی دی چه دا به راځی- مونږه ته خو په بجټ کښ دا سارهے نو ارب روپئ پیش کړے شوی دی- دا د بجټ یوه حصه شوه او په دے صوبے پسے دا حساب شوے، لیکن حقیقت دا دے چه تقریباً هرکال دا مونږ ته صحیح نه دی ملاؤ شوی- د تیرکال تقریبا چه ارب روپئ ملاؤ شوی دی نو د دے کال د سارهے نو په خانے به دا کیدے شی چه چه ارب روپئ ملاؤ شی، زما اوس هم دا یقین دے چه دا درے، درے نیم اربه روپئ مونږ ته نه شی ملاویدے او دا زمونږه نه کټ شی نو زمونږه سره بجټ هډو شته دے نه- دا کوم بجټ چه دوئ جوړ کړے دے، دا خو عارضی دے،دا خو هسے اعداد و شمار دی او زما دا هم دعوئ ده چه په دے کال کښ به بل ضمنی بجټ راپیش کیږی ځکه چه د دے مونږه له څوک هم گارنټی نه شی راکولے چه مرکز به دا پیسے مونږه ته راکوی- اگرچه دوئ مونږه ته په دے Receipt کښ اوښودلے،

جناب سپیکر صاحب، مونږه مسلمانان یو او تاسو دا اوګورئ چه زمونږ په دے Receipt کښې صفحه 21 کښې دوئ په شرابو باندے ټیکس لګولے دے، لږ نے د تیر کال نه زیات کړے دے نو پکار خو دا ده چه شراب په دے ملک کښې د سره بند کړی او که نه شی بندولے نو کم از کم په دے خپله صوبه کښې د خو بند کړی- چه کله پرے مونږه ټیکس اولګوؤ نوهغوی ته لائسنس ملاؤ شو او چه لائسنس ملاؤ شو نو د هغوی خوښه ده چه هرڅومره جوړوی او چه په چا باندے نے خرڅوی، نو دا یو ډیر غیر اسلامی بجټ دے- په دے کښې یو طرف ته د شرابو اجازت اوشو او بل طرف ته جناب سپیکر، په دے کښې، د وزیر اعلٰی صاحب د Speech په ورخ زه نه ووم، دا Receipt او دا Expenditure ما کتلی دی، نو په دے کښې به تقریباً ساړهے چه ارب روپئ مونږه سود ورکوؤ نو سود هم ورکوؤ او د شرابو مو هم اجازت ورکړو، نو دا بجټ غیر اسلامی دے- جناب سپیکر صاحب! کومه اے- ډی- پی او بجټ چه تیر کال جوړ شوے او پیش شوے وو نو هغه خو خرچ شوے هم نه دے، دے اسمبلئ پاس کړے وو او هغه خرچ نه شو، په کارونو باندے او نه لګیدو، کارونه پرے اونشو او اوس بیا بل بجټ راغے- د تیرکال هغه بجټ څه شو؟ هغه پیسے نه دی خرچ شوے او نوے راغے- نو پکار دا ده چه هغه او جمع دا، دوچند بجټ وے خو البتا زمونږه د یو کال روغ بجټ اوخوړے شو- زمونږ سره او د دے صوبے سره چه کوم زیاتے کیږی، زه څه حیران غوندے یمه او څکه وایم چه د دے پی اینډ ډی نه تپوس کول غواړی- د دے د پاره یو کمیټی جوړول غواړی چه د دے پی اینډ ډی څه Exercises اوشی- دوئ څه څه کارونه کوی او په یو پی اینډ ډی کښې څو شعبے دی؟ چه چرته کښې هم د نوے پراجیکټ نوم راځی نو فوراً دوئ بهرتی کوی او فوراً ورله ګاډے اخلی- هغه تیر کال تاسو ته به یاد وی، دے هاؤس ته یو رپورټ راغلے وو د دیر د یو پراجیکټ په حوالے سره، تیس هزار، چالیس هزار روپئ د یو یو سړی تنخواه وه او د دے ملک کسان چه هغه Simple B.A, M.A پاس وو او په دغه کښې چه کوم Foreigners دی نو د هغوی خو لاکھ، دوه لکهه او داسے اوچتے اوچتے تنخواګانے دی نو اول په دے پی اینډ ډی باندے

Exercises پکار دے چه دا څیز کنټرول شی۔ دا څومره۔شعبے چه دوئ جوړے کړی دی چه هغه Absorb شی۔ که په ایجوکیشن کښې دوئ PEP کهلاؤ کړے دے، پرائمری ایجوکیشن، Sorry، نو دغه ته څه ضرورت دے؟ پرائمری ایجوکیشن شته، سی اینډ ډبلیوډیپارټمنټ شته، هغے کښې د انجینیرنګ سټاف شته، نو دغه پکښې له جدا د کوم خانے نه کهولاؤ شوے دے؟ هلته پکښې تیس هزار، چالیس هزار روپئ میاشت تنخواه یو یو کس اخلی او بیا پکښې د خُرد بُرد څومره ذریعے جوړے شوے دی۔ زه پخپله سپیکر صاحب، بحیثیت مسلمان تاسو ته دا ګواهی کوم چه د PEP دفتر ته زه چا ټهیکیدارونو سفارش پسے بوتلم چه زمونږه بلونه بند دی، تاسو ورته وینا اوکړئ چه مونږه له ئے راکړی۔ چه زه ترینه واپس راغلم نو دوه ګهنټے پس ټهیکیداران راغلل او وئیل ئے چه ون پرسنټ مو ورکړو، چالیس هزار روپئ او چالیس لاکه روپئ مونږه ته Release شوے۔ آیا دا ادارے صرف د رشوت د پاره کهلاویږی؟ حکومت له په دے سوچ پکاردے چه دا څیزونه کنټرول کړی۔ یو طرف ته وایو چه مونږه احتساب کوؤ، هغه زړے زړے خبرے په خلقو پسے شروع کړئ، خدائے خبر چه ثابتیږی او که نه؟ خو په ټی وی باندے لګیا دی۔ چه کوم څیز ثابتیږی، د هغے غور څوک نه کوی او هغه طرف ته څوک توجه نه ورکوی۔ د ټولو نه اول زما دا Request دے چه په پی اینډ ډی سائډ باندے،بلکه زه وایمه چه پی اینډ ډی د ختمه کړے شی، د فنانس او متعلقه محکمو براه راست او Independent د هغوی دغه پکار دے۔ شیډو محکمه مونږه په دے صوبه کښې جوړه کړے وه او د هغے د پاره دلته کښې Legislation هم شوے وو خو پی اینډ ډی به په هغے کښې مداخلت کولو خو مونږه هغه مداخلت کم کړے وو نو په دے وجه هغه اوس هغوی کار ته نه پریږدی، د هغوی هغه څیزونه دغسے Pending پراته دی۔ تقریباً آټه، دس هزار میګاواټ بجلی هغوی وائی چه مونږه پیدا کولے شو په دے صوبه کښې، نه پکښې د غټ ډیم ضرورت راځی او نه پکښې د زیاتو پیسو د خرچ کولو ضرورت راځی، په معمولی ولو او نهرونو باندے هغوی بجلی پیدا کولے شی۔ د څه قسمه Planning نشته خو صرف د پیسو د

خرد برد د پاره Planning دے۔ دے باره کښې شیر پاؤ خان ډیر ښه ښه تجاویز ورکړل نو که مونږه دے شیډو طرف ته توجه ورکړه نو د دے نه به دے صوبه ته ډیره فائده اورسی۔ کالاباغ ډیم پسے لړیدلی دی نو دا خو د پاکستان د جوړیدو نه جهګړه پیدا ده او تر اوسه پورے حل نه شوه۔ که مونږ Locally د شیډو په طرف باندے دا بجلی ګهرے اولګوؤ نو آتهه، دس هزار میګاواټ بجلی په ځلور پینځه کاله کښې پیدا کولے شو او په بهر نے هم خرڅولے شو۔ زمونږ ه خپله Deficiency زیاته ده، دو تین هزارمیګاواټ پاتے ده او هغه زمونږه نه زیاتیږی۔ جناب سپیکر صاحب! پی اینډ ډی پکښې داسے هم اوکړی چه یو نوے برانچ راشی نو زر پکښې په Deputation باندےکسان اولیږی۔ بیس هزار تیس هزار چالیس هزار روپئ میاشت اخلی او ما ته صحیح اطلاع ده چه په دغے تنخواګانو کښې د دوئ کمیشن وی۔ دا تیس هزار چالیس هزار چه چا له ورکوی نو د هغوی نه Percentage اخلی نو خکه نے دومره غټے تنخواه ګانے وی۔ مثلاً د کالج نه لاړ شی، د سکول نه لاړشی نو دلته کښې دا پوسټ هم بند شی‌خکه چه په دے باندے په Contract سړے واخستے شی، په Contract باندے تاسو ته پته ده د Supreme Court فیصله ده چه لس کاله پړے چا سروس اوکړو نو هغه Permanent تصور کیږی نو د هغه پنشن هم په دے صوبه باندے راځے۔ که صبا له نے لرے کوؤ نو پنشن نے راباندے راځے که نه نے لرے کوؤ او بلے محکمے ته نے لیږل غواړو نو دوه پوستونه د یو سړی د لاسه په مونږه باندے بند شو۔ جناب سپیکر صاحب! تاسو او مونږه زړو ټولو ممبرانو ته پته ده چه مخکښې به د لاندے سکیمونه مونږه کول څه لږ فنډ به Community Uplift Programme حکومت ورکولو، تقریباً هر حکومت ورکړی دی، په هغے به مونږه مقامی واړه واړه سکیمونه کول بلکه ما پړے په بعض‌ځایونو کښې سړکونه هم کړی دی۔ ما پړے د بونیر نه یو سړک شروع کړے دے د شانګلے سره د ملاویدو د پاره، تین کلومیټر پاتے دے خو چه فنډ ز بند شو نو کار هم بند شو۔ په دے روډ د پیښور او پورن سب ډویژن تقریباً 140 کلومیټر فاصله Short کیږی۔ دا فنډز دوئ ولے بند کړو؟ دا خلے په اے ډی پی کښې دوئ هډو ورکړی نه

دی۔ کمیونٹی اپ لفٹ پروگرام نے هډو Cut کړے دے۔ دا ولے؟ دا خکه چه په دیکښ دوئ ته کمیشن نه ملاویدو۔ د XENs نه خو دوئ راوغواړ ی او د Feasibility Administrative approval په نو م باندے ترے کمیشن واخلی۔ fund او Sanction ترے په مختلفو دغه باندے،دے ساعت کښ ما نه هغه لفظ هیر شو خو بهرحال دوئ هغه راوغواړی څه تنګول راتنګول اوکړی هغه کمیشن ترے واخلی او د هغے نه پس نے Release کړی۔ دا فنډ به براه راست لوکل ګورنمنټ ته تلو دوئ ته به پکښ کمیشن نه ملاویدو نو غټ زور نے لګولے وو چه دا Cut شی، هغه Cut شو۔ واړه واړه سکیمونه چرته کښ چه به هغه کیډل هغه هم ختم شو او غټ سکیمونه څو دوئ اوس__ د وزیر اعلیٰ صاحب د خپل تقریر مطابق چه هغه تقریر هم ما سره دلته کښ شته دے چه په ټوله صوبه کښ به دے کال نوے سکیمونه کیږی، په دے ټول بجټ کښ نوی سکیمونه دی، صرف نوی، نور زاړه دی۔ هغه څه ګیاره سو پانچ دی که څو دی او زاړه On-going دی۔ د دے مطلب دا شو چه مونږ ته د تیر کال اے ډی پی بیا پیش شوه، کومه اے ډی پی چه مونږه تیر کال پاس کړے وه، څنبکال بیا هغه مونږه ته کیښودے شوه او صرف نوے سکیمونه اضافی راغلل۔ Deficit خو خواه مخواه دے جی۔ که مرکز هغه درے اربه روپئ رانکړی نوستا سو به خود بخود Deficit وی۔ دوئ وائی چه مونږه د بنکونو نه قرضے نه اخلو او په Budget Speech کښ هم دوئ وئیلی وو چه مونږه د قرضو داسټم ختموؤ۔ د Budget Speech په صفحه ګیاره باندے ما کتلی دی، په ری سیټ کښ، په دیکښ دوئ قرضے اغستے دی او د مخکښ کال د پاره به هم قرضے اخلی او سود پرے هم زیاتیږی۔ زه کوشش کومه د Short کولو --------(قہقہے)

<u>جناب سپیکر</u>: دے پخپله انصاف کول غواړی، تاسو سره انصاف کول غواړی چا هم ورته نه دی وئیلی چه Short کړه خو هغه پخپله ډیر ښه سړے دے، ډیر شریف سړے دے، هغه وائی چه نورو ملګرو ته مے هم وخت ملاؤ شی۔ هغه پخپله منصف دے۔

<u>جناب پیر محمد خان</u>: شکریه۔ جناب سپیکر صاحب! په فارسټ ډیوټی کښ

اضافه شوے ده، مخکښ چوده روپئ Per foot وو، اوس ئے بیس کړے ده۔ دے سره قوم ته څه فائده خو او نه شوه، قوم ته به لرګے نور هم ګران شی، یوه دا ۔ دویمه دا چه کوم فی مکعب فټ سات روپئ اضافه اوشوه نو په دے باندے د ځنګل مالکانو ته هم په رائلټی کښې اضافه پکار ده نو د هغوی ذکر پکښې نشته یعنی قوم له دوئ څه قسمه رعایت نه ورکوی۔ زما دا مطالبه ده چه دوئ په هغه خلقو د هغوی لرګے ګرانوی نو په دے وجه باندے دے د هغوی په رائلټی کښې هم اضافه اوکړی۔ جناب سپیکر صاحب! په دے ری سیټ کښې د Co-operative ذکر هم راغلے دے۔ په 1992-93 کښې په Co-operative کښې چه کومے Recoveries نه کیږی، نهه کروړه روپے ورته مونږه نورے ورکړے چه دا Recoveries صحیح شی نو هغه نهه کروړه هم لاړے۔ په هغےکښې ما دا اعتراض کړے وو چه دا نهه کروړه به هم ځی او زرے چه کومے د خلقو په ذمه دی، د هغے هم وصولی نه کیږی۔ زما خیال دے چه که په دے طریقه دا چلیږی چه Recoveries ئے نشته نو هر کال به دوئ له دومره پیسے ورکول غواړی چه هلته کښې پرے تنخواګانے ورکړی شی ۔ جناب سپیکر صاحب! دوئ د انتظامیے د خرڅونو د کمولو ذکر کړے دے نو که په وائټ پیپر کښې که تاسو اوګورئ نو په هغے کښې ئے اضافه کړے ده۔ وائټ پیپر صفحه ایک باندے څه د تین ملین نه زیاته خرچه پهکښې مخکښې کال له ایښودے شوے ده او دے سره سره په دے وائټ پیپر کښې دوئ چه کوم په صفحه ایک کښې Interest (C) چه کوم ښودلے دے 52 ملین نو د هغے خانے ئے نه دے ښودلے چه دا دوئ د کوم خانے نه پیدا کړی دی؟ زما د اطلاع مطابق دا پیسے په مختلفو بنکونو کښې ایښودی شوی دی۔ پیسے زیاتے دی کسان پرے بهرتی کړے شوے دی خان له او د مختلفو بنکونو نه ئےپرے خان له کمیشنے اخلی۔ د دے انکوئری پکارده چه دا پیسے په کوم خانے کښې دی؟ په صفحه ایک وائټ پیپر کښې د "سی" د دے پوره تجزیه دِ ورکړےشی۔

جناب سپیکر: معافی غواړمه۔ دا بعض بعض ډیر ښه Suggestions راځی نو زه امید لرمه چه حکومتی ارکان به ئے د ځان سره نوټ کوی ضروری دی۔

<u>جناب پیر محمد خان</u>، هر یو وانی چه نوټس نے اخلو خو هیڅ څوک ئے هم نه اخلی۔ دوئ د یو بل په طمع دی۔

<u>جناب بشیر احمد بلور</u> (وزیر آبپاشی و آبنوشی)، جناب! که ضروری خبرے نے وی نو د هغے نوټس به اخلو او مونږه خو د شیرپاؤ خان د ضروری خبرو نوټس هم اخستے دی۔

<u>جناب پیر محمد خان</u>، ښه جی شکریه۔ که تاسو نے ضرورت ګنړئ نو واخلئ که ضرورت نه وی نو هډو مه ئے اخلئ۔ جناب سپیکر صاحب! مونږ خپله ذمه واری پوره کوؤ اوس د دوئ خوښه ده چه دوئ نوټس اخلی او که نه۔ په پرائمری ایجوکیشن کښ هر کال دوئ 60 فیصد جینکو ته ورکوی او چالیس فیصد هلکانو ته ورکوی۔ مونږه تجویزونه ورکوؤ او په هغه باندے عمل نه کیږی صرف پی اینډ ډی نے جوړه وی۔ په ګرلز سائډ باندے، د مډل اوهائی سکولونو ضرورت زیات دے۔ جناب سپیکر صاحب که یوه ماشومه په پرائمرے کښ د یو هلک سره یو ځائے وی نو د پردے دومره زیات ضرورتنشته دے۔ د لس اتو کالو، پنځم جماعت پورے، څلورمه پورے که هلک او جینئ په یو کلاس کښ وی نو دومره مشکل نشته خاصکر په دیهاتو کښ،خو چه کله د پردے وخت راشی او دا بالغه شی نو دے ته بیا د مډل او د هائی سکولونو ضرورت دے چه دا د د هلکانو نه اوس جدا شی۔ نو په دیهاتو کښ جی هغه مجبوره وی چه په هائی او په مډل سکول کښ د هلکانو سره یو ځائے ناسته وی۔ نو دے طرف ته دے حکومت خصوصی توجه ورکړی۔ هاشم خان صاحب متعلقه منسټر ناست دے، په دے بجټ کښ خو دوئ هیڅ هم ور نه کړل خو دوئ دے خواه مخواه دے طرف ته توجه ورکړی چه د جینکو په سائډ باندے مډل او هائی سکولونه زیات کړی۔ جینئ چه د هلک سره یوځائے ناسته وی نو د اساتذه نه تپوس هم نه شی کولے او اکثر کلاسونه ترے نه هم نیمګړے پاتے شی۔ په دے دیهاتو کښ چه څومره هائی سکولونه دی، زه دوئ ته ریکارډ هم ښودلے شم، ما سره شته چه په یو یو هائی سکول کښ څومره جینکئ بالغے ناستے دی مجبوراً نو دغه طرف ته دوئ په دے بجټ کښ یوه پیسه نه ده ورکړے بلکه نوے تعلیم خو زما خیال دے چه دوئ

تباه کړو۔ نوے څه څیز نے نه دے ورکړے۔ اے ډی پی ما کتلے ده نوے سیکمونه پکښ نشته۔ جنا ب سپیکر صاحب! تاسو ټولو ته پته ده زمونږه بجټ چه څومره جوړیږی د هغے چالیس پچاس فیصد هر کال په کمیشنو کښ خی۔ دے طرف ته هیچ چا توجه ورنکړه چه دا څومره کمیشنے چه اخستے کیږی، د دے د سدباب د پاره مونږه څه اوکړل؟ څه طریقه پکارده او دا کمیشن مونږه څنګه کم کړو؟ د دے محکمے منسټر صاحب غالباً دے وخت کښ وتلے دے، یوسف ایوب، بلور صاحب شته، مخکښ دے هم پاتے شوے دے۔ د دے کمیشنو کمولو، د ختمولو، دا چالیس پچاس فیصد چه کومے پیسے خی چه دا په تعمیراتی کارونو باندے اولګی، دے طرف ته هډو څوک توجه نه ورکوی۔ دا داسے شوه چه د بهره راخی او د بهره خی او په مونږه باندے نے څه اثر نشته دے حالانکه په مونږه او په دے صوبه نے اثر دے۔ دے طرف ته د دوی خصوصی توجه ورکړی۔ جناب سپیکر! د جیلونو ذکر په بجټ سپیچ کښ په صفحه 9 باندے شوے دے چه د دے حالت به مونږه ښه کوؤ خو په سوات کښ په 1962 کښ والئ سوات یو جیل جوړ کړے وو د دوه سوه کسانو د پاره او د ایک سو بیس کسانو د پاره یو لیټرین دے۔ هغه زوړ جیل دے او زما په خیال د دوه سوه په ځانے تیر کال مونږه کتل چه سو کسان وو پکښ۔ 12x14 چه یوه یوه کمره ده نو په هغے کښ تیس او چالیس کسان وردننه کړی او دغه شان لاندے باندے پراته وی۔ بیا چه لوډ شیډنګ شی بجلی نه وی نو هغه تکلیف، هر څوک دے ځان ته اوګوری۔ جناب سپیکر صاحب! د نورو جیلونو د پاره دے څه خاص دغه نه دے بلکه د سوات دا خصوصاً زه ځکه ذکر کومه چه دا 1962 کښ جوړ شوے دے۔ په دے کښ ورسره Extension پکار دے چه جیلیانو ته تکلیف نه وی۔ د صوابدیدی اختیاراتو، بجټ سپیچ صفحه 18 نمبر 2 باندے ذکر شوے دے چه دا مونږه ختم کړل بیا پکښ د رشوت، د کمیشن هم خبره شوے ده۔ د کمیشن خبره خو ما اوکړه۔ صوابدیدی اختیارات زما خیال دے چه د افسرانو نور هم زیات شول۔ شیرپاؤ خان چه د دے زمنیدارو او د دے کورونو د ټیکسونو دا خبره اوکړه۔ دا اختیارات خو نے هغوی له ورکړل۔ هغوی به خی او ګوری به چه

په چمکنوکښې يو کوُر دے، دے به نے د پيښور ښار سره شريک کو ی او څه مناسب ټيکس به پرے لګوی او که نه دے نے په چمکنو کښې حسابوی، دا اختيارخو د هغه سره دے- دے پيښور ښار سره بهر به سرې کُورجوړ کړے وی، د هغه قميت او په ښارکښې په قصه خوانئ د کوُر قميت، په دے قميت کښې فرق دےَ- د دے په امدن کښې هم فرق دے خو تا اختيار افسر له ورکړے دے، هغه به خپلو هغه خانے به ګوری، د هغه سړی نه به رشوت اخلی او که رشوت نه وينو دے به په هغه باندے ټيکس د ښار دننه د ګران نه ګران خانے مناسب، ټيکس به دے هلته په هغه باندے لګوی، دا صوابديدی اختيارنه وو پکار- دے طرف ته خصوصی توجو پکار ده- دے له د دوئ کميټيا نے جوړے کړی او دا ټيکسونه دے هغه کميټيانے اولګوی- بعض خبرے داسے دی کيدے شی چه زما بعض رونړه پرے خفه شی، زه د چا نوم نه اخلم خو تيره هفته د شپے ما ته بعض کسان راغلل او هغوی ونيل چه يره کميشن، نو مونړه بعض خلقو له کميشنونه ورکړل او تيس جون پورے به هر سړے ورله ورکوؤ- سياستدانان او افسران د خان ته هم سوچ اوکړی- جناب سپيکر صاحب! --------(شور)

<u>وزیر آبپاشی وآبنوشی</u>: معافی غوارمه- تاسو داسے خبره اوکړه نو پکاردا دی چه نومونه نے واخلئ- دا خو ټول معزز ارکان دی- دا خو په دے ټولو باندے Blame راغلو-

<u>جناب پیر محمد خان</u>: همايون وائی چه "پردے میں رہنے دو" نو دوئ ټهيک وائی (شور) د دے خبره اطلاع مونړه ته شته او جناب سپيکر، اطلاع مونړه ته راخی- دا ظاهره خبره ده چه اطلاع راخی مونړه ته، اپوزيشن کښې تاسو هم ناست وئ نو تاسو ته به هم اطلاع راتله ---------(شور)

<u>جناب محمد ہاشم خان</u> (وزیر تعلیم): سپيکر صاحب! دا خو دے زمونړه استحقاق مجروح کوی نو پکار ده چه نومونه نے واخلی --------(شور)

<u>جناب پیر محمد خان</u>: جناب سپيکر صاحب! د صاحب ذکر شوے دے خو د صاحب په باره کښې وزير اعلیٰ په تقرير کښې دا ونيلی دی چه مونړه د نادهنده

کانو شرائط تسلیم کړل او هغوی مونږه له پندره پرسنټ اضافه په SAP کښې تسلیم کړے ده نو دا SAP یو کارډ دے چه مخکښې مونږه ته ملاؤ شو- چه Oath نے راکړے وو نو په هغے کښې دوئ دا ذکر کړے وو چه 75 پرسنټ پیسه په دے کښې زما د حکومت لګی 25 پرسنټ د بهر لګی او ټول اختیار نے د بهر سره دے- 25 پرسنټ یعنی په څلور انیز باندے نے زما نه د روپئ اختیار اخستے دے- اوس دا کوم شرائط چه مونږه منلی دی، هغه شرائط څه دی؟ هغه شرائط جناب سپیکر، دا دی چه 25 پرسنټ سټاف او په خرچه کښې اضافه، هغوی وئیل چه دا به زمونږه منے نو هله به مونږه نور 15 پرسنټ اضافه کوؤ ګنی نو مونږه نه کوؤ نو مونږه 25 پرسنټ اضافی اخراجات او سټاف د هغوی تسلیم کړو نو څکه هغوی مونږه ته 15 پرسنټ اضافی پیسے راکوی- دا ما د هغوی هغه کارډ د ثبوت د پاره راوړے دے- د بجټ سپیچ په صفحه 24 باندے جناب سپیکر صاحب، 11063 نوے آسامئ ذکر شوی دی چه دا به مونږه پیدا کوؤ خو دا اووه، اته زره نے چه مات کړل، د دے خو پکښې وضاحت نشته دے- دا اوس نے سات، آټه هزار مات کړل، د هغه غریبانو د خولے نه چه نمرے ویستلے شوه، چه هغه تیر حکومت بهرتی کړی وو، هغه پیسے که چا اخستے وے نو هغه خلقو له، تاسو چا چا له سزا ورکړه؟ هغه افسران خو اوس هم په هغه سیټونو باندے ناست دی چه چا بهرتے کړے وے- پکاردا وه چه هغوی له تاسو سزا ورکړے وے چه کوم ممبر پیسے اخستے وے- چا ته هم سزا ملاؤ نه شوه- د خدائے هغه غریبانان چه کوم په روزګارشوی وو د هغوی ماشومان نن په کورونو کښې ناست دی د اوږو پورے حیران دی- څوک غریبانان کراچئ ته لاړل او چا په لاهورکښې د پړی مزدوری شروع کړه- د دے حکومت د لاسه اووه، اته زره کسان لاړل او روزګارنه ویستلے شو- جناب سپیکر صاحب! د صحت په باره کښې زمونږه سیکرټری صحت هغه تیرو ورځو کښې په ټی وی باندے انټرویو ورکړے وه تاسو به هم کتلے وی، زه هغه انټرویو ته خیرانه غوندے شومه- هغه وئیل چه مونږه په کوهاټ روډ باندے یو بل غټ هسپتال جوړوؤ، په دے جی ټی روډ باندے چه په دے دوه درے غټو هسپتالونو باندے لوډ کم شی- د

لوړ د کمولو دا طریقه چه کومه ده، خبره بیا هم هلته کښې راځي چه زمونږه ټول planing په بنده کمره کښې کیږي- په هره ضلع کښې هسپتال غټ کړه نو لوړ به هله کم شي- ورسره ئے دا هم اقرار کړے دے چه د دے ښار په مینځ کښې چرته یو هسپتال دے، ډسپنسري ده چه په هغے کښې پانچ که چهـ ډاکټران دي خو او-پي-ډي پکښې نشته- د تین، چار، پانچ بجو پورے او پي ډي راځي زیاته نه راځي -دا هم ثابته شوے ده چه په دے ښارکښې که ته په بل ځائے کښې هسپتال جوړهم کړے خو د ایل آر ایچ نه، د شیرپاؤ هسپتال نه او دا نوے جوړ شوے کمپلکس هسپتال نه لوړ نه کمیږي- خاص کر د ایل آر ایچ نه- د دے حل دا دے چه په هره ضلع کښې هسپتال غټ کړے نو هله به د دے هسپتالونو نه دا لوړ کم شي او که دا نه وي نو دا لوړ به نورهم سوا کیږي- دا حل نه دے چه د ښار نه چاپیره رنگ روډ سره هسپتالونه شروع کړو جوړووٴ، جوړووٴ د مارکیټونو غوندے نوفائده به ئے هیڅ نه وي- دے سره سره جناب سپیکر صاحب، د تیر کال بجټ کښې یو خبره دا رغلے وه چه د سوات هسپتالونه، سیدو گروپ آف هاسپیټلز چه دي هغے له به نیورو سرجن، سي ټي سکین وغیره ورکړو نو ما د بجټ دا کتاب واړووٴ راواړووٴ، یوه پیسه هم چا نه ده ورکړے- سي ټي سکین ضروري دے ځکه چه هلته په هغه غرونو کښې ایکسیډنټونه زیات کیږي- ایکسډنټ چه اوشي، زمونږ ممبر حاجي بهادر خان صاحب ورارہ او بچي ئے دلته راوړي دي، په Coma کښې دي، Head injury ورته شوے ده نو که هلته مقامي نیورو سرجن او انتظامات وے نو هغوي به په هغه مقامي ځائے کښې------

<u>جناب سپیکر</u>: زما خیال دے پیر محمد خانه، دا نورے خبرے کټ موشن ته پریږده، هلته به پرے سم راشے-

<u>جناب پیر محمد خان</u>: بس یو پانچ منټ نور راکړئ-

<u>جناب سپیکر</u>: دا خو به ډیر زیات ټائم وي-

<u>جناب پیر محمد خان</u>: ښه جناب سپیکر صاحب، په صحت کښې د دیهاتو د پاره ډسپنسریانے ډیرے ضروري وي ځکه چه په دیهاتو کښې ډسپنسري په بیس او

تیس کلومیټر کښې وی نو که دوئ مونږ ته ډسپنسریانے راکړے وے نو د دے هسپتالونو نه به دا لوړ هم کم شوے وو او مقامی خلقو ته به فرسټ ایډ هم ملاویدو کنه نو په دے بجټ کښې ئے دیهاتو له یوه ډسپنسری هم نه ده ورکړے، ښاریو له ئے هم نه ده ورکړے۔ په دیهاتو کښې زیات ضرورت دے نو چه ضرورت دے نو پکار دا ده چه هغه دوئ مونږ ته راکړی خو هغه ئے تر اوسه پورے نه دی راکړے۔ جناب سپیکر صاحب د ختمولو کوشش کوم۔ دوه دوه، درے درے پانړے اروهه۔ بی جی آر، د هر ایم پی اے په سر دوه دوه کلومیټره به مونږ ټولو ته ملاویدو او هغه به مونږه په لوکل ګورنمنټ باندے کوؤ۔ په لږو پیسو، په آټه، نو لاکه، دس لاکه به دوه کلومیټره سړک اوشو نو هغه ئے هم په دے بجټ کښې ختم کړی دی۔ کوم چه جاری کارونه وو چه ډیر ښه ښه، په لږو پیسو باندے ډیر ښکلے کارکیدو خکه چه کمیشنے پکښې ډیرے نه وے نو هغه ئے څښکال د اے ډی پی نه Cut کړے دی۔ دا څومره زیاتےدے۔ جناب سپیکر صاحب! بیا د سوات سره د ټولو نه غټ زیاتے دا دے، یو خو سوات له مونږ په طمع وو چه یونیورسټی به ورکړی، هغه یونیورسټیچه نواز شریف په 89-1988 کښې وعده هم کړے وه، هغه یو نیورسټی تر اوسه پورے چا ورنکړه۔ د لنډاکی نه ئے واخله تر کالام پورے د دے روډ داسے بد حال دے که چرے په دے کال کښې د هغے مرمت او کار پرے اونشی نو په راتلونکے کال کښې به پرے سو ګنا زیاته پیسه خرچ کول غواړی نو هغے له چا پیسے ورنکړے۔ په دے اے ډی پی کښې، کتابونه ما خان سر راوړے دی، پانړے مے پکښې ماتے کړی دی خو وخت کم دے۔ جناب سپیکر صاحب! زما په حلقه کښې څلور سړکونه وو په هغے کښې یو پورن مارتونګ فیز ون شوے وو، فیز ټو ئے پاتے وو۔ د ډیرے چکیسر فیز ون شوے وو او فیز ټو ئے پاتے دے۔ چرته کښې هم دا نه ده شوے چه د بجټ نه فیز ون سکیم شوے وی او فیز ټو ترینه سرے کټ کړی نو هغه فیز ټو ئے ترینه کټ کړے دے حالانکه ما بار بار صوبائی حکومت سره ملاقاتونه هم کړے دی چه ګورے تاسو دا په دے بجټ کښې نه دے ورکړے نو هغه کار هم دغسے نیمګړے پاتے دے او لاړو بند شو۔ دوه ورسره نور سړکونه چه کوم

شیر پاؤ خان مہربانی کړے وه، د تهاکوټ اولندر روډ او مارتونګ بیدل روډ هغه نے هم کټ کړی دی کوم چه تیر کال په بجټ کښ راغلے وو۔ د هغے کټ کول پکار خو نه وو ما ورته ونیلے وو چه که پیسے درسره نه وی نو خیر دے په بجټ کښ نے راولے او که چرته پیسے راغلے نو کار پرے بیا جاری اوساتئ او که رانغلے نو خیر دے زه به تنګول نه کوم، زه په دے باندے پوهیږم لیکن د هغے باوجود اے ډی پی کښ ټول زاړه سکیمونه چه وو هغه نے کټ کړے دی او دا کار نے د صوبے د نورو کارونو سره هم کړے دے۔ جناب سپیکر صاحب! د ډویژنو دا خرچه چه زمونږ کیږی دا خو بار بار دے اسمبلئ کښ مونږه پیش کړه۔ څومره ډویژنے دی؟ دوئ وانی چه ډویژنے ختمے کړے چه خرچه کمه شی۔ د یو ډویژن د دفتر فانده دے ما ته څوک اوښانی۔ ډویژنل ډانریکټران دی، که په Health side دی، که په ایجوکیشن سانیډ دی، که په سی اینډ ډبلیو سانیډ دی، که کمشنریټ دے، هیڅ فانده نے نشته۔ په مخه دا خبره راونه ده او میټنګونه پرے جاری دی او کیږی خو Decision نه کیږی چه هغه ډویژونو ختم شی او صوبے ته فانده راشی نو د فاندے کار مونږه نه کوو۔ جناب سپیکر صاحب! وزیر اعلی صاحب په اولو ورځو کښ، که تاسو ته یا د وی نو دلته کښ په دے سنیماګانو او د فحاشئ خلاف نے حملے شروع کړے وے او کافی خلق ګهبراؤ شوے وو خو هغه څیز بیا شروع دے نو د فحاشئ طرف ته دے حکومت توجو ورکړی۔ دا ښاریان پخپله راځی او مونږه ته شکایت کوی چه کومه فحاشی چه مخکښ وه هغه بیا شروع شوے ده نو حکومت دے خپل اقدام هم بیا شروع کړی (شور) نا دا حکومت ته زما تجویز دے۔ جناب سپیکر صاحب! بل خاصکر د پرائمریانو دا کورس هر کال بدلیږی۔ چه کورس بدل شی، نوے راولی نو هغے کښ یو دا مشکل دے چه د دے ټیکسټ بک والا او د ایجنسئ په مینځ کښ ګټ جوړ وی۔ چه نوی نوی کتابونه راځی نو قیمت نے هم ګران وی او هغه خرڅیږی___ په دیهاتو کښ عام طور دا کیږی چه کوم هلکان چه څه لږ ډیر مالداره وی او هغوی چه کتابونو کښ سبق اووانی او د اول نه دونم ته پاس شی نو چه چرته غریبانان واړه راشی نو دا خپل کتابونه هغوی ته مفت

ورکړی- اوس چه هر کال کورس بدلیږی نو هغه غریبانان د دے سهولت نه محرومه پاتے شی- دے طرف ته دے هاشم خان صاحب توجه ورکړی چه هر کال د دے کورسونو د بدلیدو دا سسټم ختم شی-

جناب سپیکر: پیر محمد خانه! زما خیال دے چه دے نورو له به هم لږ غوندے ټائم ورکړو-

جناب پیر محمد خان: ښه جی-

جناب سپیکر: ولے چه دا خو اوس تاسو لږ ګهړئ ته اوګورئ، یوه نیمے بجے پورے به دا سیشن خی بیا خو هیڅ هم پاتے نه شو-

جناب پیر محمد خان: جناب سپیکر صاحب! د حکومت سائیډ نه زما خیال دے چه وزیر اعلیٰ به غالباً Wind up speech کوی- جناب سپیکر صاحب! دومرے پاتړے مے هسے وارولے او Full notes مے پرینودل خو یو عجیبه غوندے خبره ده چه په دے یوټیلټی سټورز کښ څیز ارزان ملاویږی نسبتاً او بهر په مارکیټونو کښ ګران ملاویږی نو زه په دے فلسفه پوهه نه شوم چه دا ولے؟ کوم څیز چه په پینځه روپئ په یوټیلټی سټور کښ ملاویږی نو هغه څیز په بازار کښ په اته روپئ ولے ملاویږی؟ په هغه ریټ د دلته کښ وی کنه- که دوئ وانی چه هغه ته مونږ د څه ټیکس رعایت ورکوو، د یو سړی د پاره، د یو سټور د پاره، ولے دا رعایت دے؟ د دے ټول قوم د پاره دا رعایت پکار دے- کوم ریټ چه هلته دے، هغه د دلته کښ بهر هم کړی- بل په هغه یوټیلټی سټور کښ هغوی څه چل کوی چه څوک یو سیر اوړه اخلی نو ورسره به سخا پیاز ورته کیږدی چه نه کلو به ورسره دا اخلے او بیا به اولګی څه سخا آلوګان به هم ورسره کیږدی چه دا به هم اخلے نو هغه غریب سړے که دلته د یو پنځو روپو فائدے له تلے وی نو اولټه په خساره کښ کورته واپس راشی نو د دے شی زما خیال دے څه فائده قوم ته نشته هسے ظاهری سټرکے توره وُل دی نو د سټرکو توره وُلو په ځانے عملی کار دے اوکړی- جناب سپیکر صاحب! زه ستاسو او د ټول هاؤس شکریه ادا کوم چه زما دا مختصر خبرے تے واریدے اګرچه زما ډیر پوائنټس پاتے شو- شکریه-

ډیره مهربانی۔ (تالیاں)

جناب سپیکر: مهربانی.Thank you۔ جناب اکرم خان درانی صاحب۔

جناب اکرم خان درانی: جناب سپیکر صاحب! ستاسو ډیره شکریه۔ زه به کوشش کوم چه زیات وخت نه اخلم خو بهرحال څه خبرے داسے وی چه د هغے وینا ضروری وی۔ اول جی غلطه خبره خو دا ده چه هر څوک دا غواړی چه په بجټ زه زیاتے خبرے اوکړم۔ که چرته دے معزز ممبرانو ته د بجټ نه مخکښ څه وخت ملاؤ شوے وو لکه څنګه به چه هر کال د پلاننګ میټنګ وو او په هغے کښ به هر ډویژن ته خپله موقع ورکړے کیده نو هر منتخب کس چه هغه به راغلے هغه به خپل مسائل په ترجیحی بنیادونو باندے وړاندے کړل۔ هغوی به په دے باندے پوهه کړے شول چه یره مونږ سره څه وسائل شته او که نشته نو دا خو څه عجیبه غوندے شروعات دی۔ مونږ غواړو چه دا چرته بل کال ته دهراؤ نه شی۔ دلته چه کوم منتخب کسان راځی نو د هغوی نه د علاقے د خلقو طمع وی او هغوی ته د هغه خلقو د مسائلو پته وی نو هغوی ئے په ښه انداز کښ پلاننګ والا ته ښودلے شی۔ دلته ناست پلاننګ والو ته څه پته ده چه په ډی آئی خان کښ څه مسائل دی، په بنوں کښ څه مسئله ده، په کوهاټ کښ څه مسئله ده؟ او د کوم ځائے نه چه یو منتخب کس راغلے وی هغه ئے په ښه انداز کښ دلته پیش کولے شی۔ موجوده اے ډی پی او تیره اے ډی پی که مونږ اوګورو نو په دے کښ ډیر فرق دے۔ مخکښ چه کومه اے ډی پی وه او په هغے کښ چه کوم سکیمونه وو هغه د دے اے ډی پی نه ویستلے شوی دی۔ حق دا جوړیدو چه نوره دے سوا شوے وے خو د افسوس خبره ده چه نه ده سوا شوے۔ لکه زه به صرفد تعلیم متعلق اووایم چه د دریو کالو نه زمونږ د بنوں یو سیکنډری ډګری کالج وو چه په اے ډی پی کښ به راتلو۔ په دے تیره اے ډی پی کښ هم وو خو اوس زه په افسوس سره وایم چه هغه د دے اے ډی پی نه ویستلے شوے دے۔ تاسو اوګورئ جی چه بنوں یوه زړه ضلع ده، ورکوټے تحصیلونه چه کوم د بنوں دی په هغے کښ درے درے کالجونه دی خو واحده بدقسمته یوه بنوں ضلع ده چه تیر ګورنمنټ په اے ډی پی کښ دا کالج ایښودے وو او دے

ګورنمنټ ویستلے دے۔ نو زمونږ هغه اسپیشل ګزارش دے چه دا د بنوں د عوامو سره ډیرزیاتے دے۔ سارهے تین هزار طلباء نن موجوده په یو ډګری کالج کښې دی۔ هلته مونږ سره د Old Commerce College Bulding خالی پروت دے نو مونږه دا کوشش کړے وو چه زمونږ دا کالج د هلته Shift کړی په هغے څه خرچه هم نه راځی ، پرنسپل صاحب او لکچررز مونږه سره دا هم کړے وه۔ د مواصلاتو متعلق زه ګورمه چه زمونږ په اے ډی پی کښې یو روډ هم نشته، نوے سکیم نشته۔ مونږ دلته مخکښې هم چغے وهلے دی چه د خیبر نه اونیسه د کراچۍ پورے روډ باندے چه کوم خلق آباد دی__په هغے کښې زمونږد " داوه ناله" یو پل دے چه روزانه جی علماء په خطباتو کښې او مونږ دلته وایو، موټروے د پاره خو تاسو ګورئ چه څومره پیسے دی، په یو کلومیټر باندے پنڅره کروړ روپئ خرچه ده نو د هغے د پاره خو پیسے شته خو د کراچۍ نه تر خیبر پورے خلق چه پرے راځی د هغے د پاره پیسے نشته۔ بار بار مونږ چغے وهو او په دے هاؤس کښې مونږ ته Assurance راکړے شوے وو چه د دے اجلاس نه بعد په دے باندے مونږ غور کوؤ او کار به پرے شروع کوؤ نو دهغه پل د پاره نه په مرکزی اے ډی پی کښې او نه په صوبائی اے ډی پی کښې څه شته۔ (تالیاں) نو دا جی بے انصافی ده۔ د دے نه وروستو جی زمونږ ټول طریقه کار غلط شوے دے۔ دلته زمونږ DDAC یو Act وو او د هغے لاندے به دا ټول کارونه کیدو، دا منتخب کسان به ناست وو او د هغے به Monthly meeting کیدو۔ په هغے کښې به د ټیلیفون محکمه وه، واپډا به وه، ایجوکیشن به وو، هیلته به وو اوټول به په یو Meeting کښې راغونډیدل او هغے کښې به عوامی مسائل حل کیدل۔ اوس مونږ ګورو چه په هغے باندے یو آرډیننس راغلے دے، هغه ختم شوے دے او موجوده هغه کمیټیانے حکومت ولےنه شروع کوی؟ (تالیاں)

مونږ دا منتخب کسان هر یو دفتر ته روزانه خو جی، د واپډا ایکسین ته حاضری کوؤ، د پبلک هیلته ایکسین ته مونږ حاضری کوؤ۔ د دے صوبے ټول ترقیاتی کارونه چه دی، هغه د دے ایکټ تابع دی۔ مونږ وایو چه کمیټیانے د جوړے شی او هرڅوک چه وی، چیئرمین د منتخب شی او په

دے باندے د کار شروع شی۔ د هغے نه علاوه جی بل یو شے دے چه دا په اے ډی پی کښ راغلے دے چه هغه د درے مرلو کُور دے، په هغے باندے هم ټیکس دے۔ یو غریب سړے جی چه ډیر په خوارئ باندے د درے مرلو، د پینځو مرلو کُور یا د لسو مرلو کُور جوړ کړی نو هغه دوئ ته ټیکس ورکړی او که خپلو بچیانو ته رزق حاصل کړی؟ نو زمونږ دا گزارش دے چه دا خو د بالکل د دے نه اوویستے شی۔ بل جی په اسلحه لائسنس باندے اضافی فیس دوئ لګولے دے۔ غریبانان خلق دا مخکښ فیسونه نه شی ادا کولے او که نور هم اضافی بوجه پرے راشی نو دے کښ د هر غریب سړی نقصان دے او بل اکثر دشمنیانے د غریبو خلقو وی۔ ورسره بله خبره دا ده چه په هره ضلع کښ د کال دولس میاشتے دفعه 144 نافذ وی۔ صرف باره دن د میاشتے په آخر باندے اوچته شی او په بل تاریخ باندے بیا اولږی۔ په هغے باندے چه کوم فیس اخستے شی هغه د پچاس روپئ نه جی اونیسه تر تین سو روپئ فیس روزانه په هره ضلع کښ اخستے شی۔ په دوه میاشتے کښ یو غریب سړے درے سوه روپئ نه شی ورکولےنو زمونږ دا هم یو گزارش دے چه فیس یا ټیکس، هر یو سړی چه یو خل ئےپه لائسنس باندے فیس ورکړو نو د هغه نه بیا د دفعه 144 په پرمټ باندے څنګه فیس اخستے شی؟ په دے باندے دے سخته پابندی اولږی او بل دا ده چه دوئ رسید هم نه ورکوی۔ په هره ضلع کښ د دے پیسو رسید چا ته هم نه ملاویږی چه د هغے ثبوت وی چه دا پیسے چرته درومی۔ نو زمونږ دا هم گزارش دے چه دا هدایات دے هرے ضلع ته جاری شی چه دا فیسونه د ختم شی۔ (تالیاں) جهرلے جی زه به دا هم اووایم چه په دے بجټ کښ یوه ښه غونډے خبره دا د ه چه مخکښ به د کُور د انتقال په زمکو باندے تیره فیصد ټیکس وو، هغه د تیره نه سات فیصد ته راغلے دے۔ دا یو ښه اقدام دے۔ (تالیاں) مونږ د دے شکریه ادا کوؤ۔ دے سره یو بل شے هم دے، هغه دا دے چه دا تیره فیصد خو ښکاره ټیکس وو، د پټواری، د قانونګو او د تحصیلدار چه کوم ټیکس دے هغه که ته حساب کړے نو دا جی پچیس فیصد ته رسی - زمونږ یو گزارش دا هم دے چه څنګه دا فیس د تیره فیصد نه راغے سات فیصد شو نو په سختئ سره د دا

یو اقدام اوشی چه دا کومه پټه پیسه چه د غریبانانو نه نے پټواری، قانونګو یا تحصیلدار اخلی، د هغے د هم روک تهام اوشی- زه یوه بله خبره جی په آخر کښ کوم- دا خنے محکمے لکه واټر منیجمنټ، سمال ایریګیشن، د سمال ایریګیشن متعلق به زه د خپلے ضلعے خبره اوکړم چه هلته ایکسین، یو دوه ایس-ډی-اوګان او کلرکان ناست دی او په اے-ډی-پی کښ د دغے محکمے یوه روپۍ فنډ نشته- د شرم خبره جی دا ده چه دغے دفتر سره د کرایے د پاره پیسے نشته او د دفتر مالک تلے دے او په هغه ایکسین باندے نے دعویٰ داخله کړے ده چه ستا سره زما د کرایے پیسے دی، هغه راکړه- داسے محکمے چه د هغے فنډز نه وی او هلته نے ضرورت هم نه وی، دا محکمه مخکښ د ایریګیشن سره وه نو پکار دا ده چه داسے محکمے واپس شی او دے سره به دا غیر ضروری اخراجات هم ختم شی- بل جی وزیر اعلیٰ صاحب ونیلی وو چه په دے صوبه کښ چه کومے کارخانے بند دی، د هغے د پاره به مونږه څه اقدامات کوؤ نو حقیقت دا دے چه دا یو ښه اقدام دے او پکاردا ده چه د دے د پاره دے څه اقدامات اوشی- زه به جی یو مثال درکړم چه زمونږ په بنوں کښ یو شوګر مل دے، دوه کاله اوشول چه هغه بند دے- په هغے کښ باره سو مزدوران دی، هغه روزانه راځی او د هغے کارخانے طواف کوی، هلته بهر په سړکونو باندے ناست وی، په دفترونو کښ ناست وی، دوه کاله اوشول چه یو مزدور ته پکښ یو روپۍ تنخواه هم نه ده ملاؤ شوے- دلته مونږ کوشش کوؤ چه دا بے روزګاری د ختمه شی خو بل طرف ته د روزګار چه کومے مواقع د مخکښ نه مونږ ته پاتے دی، هغه هم زمونږ نه بندیږی- نو زما سپیشل ګزارش دے چه د دے دِ څه سدِباب اوشی او هغه باره سو کسان د بحال کړے شی- دا باره سو کسان نه دی، دا باره سو خاندانونه دی جی- نن صبا په هر یو کُور کښ تقریباً د دس نه اونیسه تر تیس چالیس پورے افراد په هر یو خاندان کښ دی- دا ټول جی په تکلیف کښ دی د دے دِ څه سدِباب اوشی- د هسپتالونو خبره جی اوشوه- زه د پیر محمد خان تائید کوم- دا بهر چه زمونږ کومے خوارے ضلعے پرتے دی، د دوئ یوه ګله ده او هغه دا ده، زه څه په دے باندے نه وایم چه زمونږ پرے دلته زړه بد شی بلکه حقیقت دا دے

چه د کوهاټ نه راونیسه تر ډی آئی خان پورې چه څومره ضلعې دی که هلته څوک بیمار شی نو د ډاکټرانو پیسې هم ورسره نه وی- ځنې خلق خپل بیمار په مشکله سره دلته کښې راورسوی او د رش د وجې نه دلته کښې د ټریفک مسئله جوړه شی- زه وایم که دا حال وی چه هر یو هسپتال دلته په دې پشاورکښې جوړیږی نو بیا خو به د ټریفک دا مسئله نوره هم زیاته شی- زمونږ د بنوں یو هسپتال دے، په دے اے ډی پی کښې خو مونږ د دے پاره پنډره بیس لاکھ روپے کټلې دی چه بیا راغلې دی خو زمونږ دا ګزارش دے چه درې کاله دا راغې خو دلته زه افسوس سره وایم چه کار پرے شروع شوے نه دے- لکه څنګه چه دلته ونیلې شی چه کوم سکیمونه په اے ډی پی کښې راوستې شوی دی په هغې باندے به کار شروع کیږی نو زما دا ګزارش دے چه د بنوں دا ډویژنل هیډ کواټر هسپتال باندے دے هم کار شروع شی- بله خبره دا ده چه زمونږ د بنوں نه لږ، زما تاسو ته جی ګزارش دے کیدے شی چه د دغه طرف نه زیات کسان نه وی نو مونږه ته به تاسو لږ زیات وخت راکوے- دا انډس هائی وے زمونږ د بنوں سره تقریباً 30 کلومیټر په سائډ کښې تلې ده- مونږه د پشاور نه روان شو لکی ته انټری اوکړو او د لکی نه بیا بنوں ته خو نو دا زمونږ د پاره ډیره د شرم خبره ده- ګزارش دا دے چه مونږ ته دے د دے روډ نه یو لنک روډ راکړے شی چه زمونږه څومره نقصان کیږی هغه په دے باندے ختم شی- بل جی یو خل بیا زه د پل خبره کوم- زما نورملګری چه په دغه لارے باندے تلې دی، د دے "داوا ناله" پل دپاره زمونږ سپیشل ګزارش دے، تاسو اوګورے روزانه په اخباراتو کښې غریب خلق دا ورکوی چه " داوا ناله" پل دے جوړ کړی شی- د جمعې په خطباتو کښې عالمان روزانه وائی خو د افسوس خبره ده چه دلته زمونږ خبرے څوک اوری نه- آیا مونږ د دے ملک یو حصه نه یو یا مونږ خلق نه یو؟ بله یو خبره دا ده چه د بنوں د خیل په دے کال کښې Completion وو خو ما چه اوس اے ډی پی اوکتله نو د هغې د پاره په دے کال کښې صرف بیس لاکھ روپے دی- په هغې کښې ټهیکیدارانو د 60 لاکھ روپو پورے کار کړے دے خو هغوی ته د تیر کال هغه پیسے تر دے وخته پورے نه دی ملاؤ شوے نو مونږ دا غواړو چه د

دے جیل د پہ دے کال کبں Completion اوشی- هلته کبں چه کوم پہ 72 کنال
کبں د بنوں ستی کوم جیل دے نو د هغے د پارہ زمونږ گزارش دا دے چه پہ
هغے کبں دے د بنوں د خلقو د پارہ یو پارک جوړ کړے شی.خکه چه پہ ټول
بنوں کبں جی که تاسو اوگرځئ، تاسو ته به مونږ دعوت درکړو چه زمونږه
غریبی اوگورئ، تاسو پہ ټول بنوں کبں مونږه ته یو پارک---

جناب سپیکر: دا تاسو ډیره ښه خبره اوکړه- بل هر یو خپل خپل غم ژاړی-

جناب اکرم خان درانی: هلته د جی جیل پہ دے کال کبں جوړ کړے شی-
زمونږ د خوارو بچو د پارہ د یو پارک جوړ شی چه پہ هغے کبں هغوی هم
چرته وتے شی او د تفریح یو ځائے ورته ملاؤ شی- ایگریکلچر باندے دلته
خبره اوشوه- حقیقت دا دے چه زمونږ د ټولو خو دس کنال، پندره کنال او
بیس کنال زمکے دی- پہ هغے مونږ څه اوکړو، پہ هغے کبں خپل بال بچ ته
رزق اوکټو یا پرے دا مزید کوم یو ټیکس، مونږ خو اوریدلے دی چه پہ 12
ایکړ باندے، د باغاتو پہ هر یو ایکړ باندے 300 سالانه ټیکس دے نو چه دا
څومره ټیکس پرے دوئ لګوی دومره خو د هغه باغ آمدن نه دے- پہ دے
باندے دے جی نظرثانی اوشی او ورسره جی هلته د ایگریکلچر د پارہ، بشیر
بلورخان ته به زه خصوصی گزارش اوکړم، ما کړے هم دے- زه دفتر ته هم
تلے یم، زمونږ هلته دوه "ویال" دی - یو ویال جی "شاه جویه" بنوں کبں،
ورکوټی نهرونه دی چه هغے ته مونږ ویال وایو- د یو نوم شاه جویه دے او
بل " کچ کوټ اسد خان" دے- دا څومره چه د بنوں زمکه ده هغه تقریباً پہ دے
دوه ویالو باندے آباده ده او کله چه پہ دریائے " کرم" کبں سیلاب راشی نو دا
بندونه یوځی نو زمونږ دا گزارش دے ستاسو پہ وساطت باندے بشیر بلور
خان ته چه دے د پارہ دے څه سپیشل هغه دغه اوکړی - مونږ دوئ ته مخکبں
هم دعوت ورکړے وو خو دے راسره تلے نه وو نو زه وایم چه مونږ دوئ
ته حاضر شوے یو، د هغے د پارہ دے مونږ ته څه کار اوکړی- بله خبره جی
دبنوں سکارپ ده- مونږ خوشحاله یو چه پہ دے اے ډی پی کبں د دے د پارہ
هم څه شتے خو زمونږ به گزارش دا وی چه دا دے صرف پہ کاغذاتو کبں نه
وی او پہ حقیقت کبں د پہ دے کار شروع شی- هسے هم زمونږ داسے شته،

په بنوں کښې چه، دنیا کوم خائے ته اورسیده او هلته اوس هم په بیس میل، په پانچ میل او دس میل د شپے زنانه خی او اوبه راوړی د خپلو ماشومانو د پاره نو دے آبنوشی باندے به هم زه دا گزارش اوکړم چه دے طرف ته د خصوصی توجه ورکړے شی۔ دلته کښې چه کوم خبرے کیږی، وزیر اعلیٰ صاحب او د دے حکومت نه زمونږ دا مطالبه ده چه خبرے صرف د دے د پاره نه وی چه واوریدلے شی بلکه د دے د پاره وی چه څه عملی قدم هم واغستلے شی۔ بل ما د DDAC په باره کښې اووئیل جی، دلته دا ټول ملگری ناست دی خو دے باره کښې څوک اظهار نه شی کولے گنی تاسو پرے لاسونه اوچت کړئ۔ د دے مخالفت څوک هم نه کوی او هر یو کس به دا اووائی چه دا زمونږ یو حق دے او دوئ به انشاء الله (تالیاں) مونږ دا غواړو چه تاسو د دوئ نه خلق منتخب کړئ۔ دا چیئرمینان دا پوزیشن نه مه اخلئ خو صرف۔۔۔۔

<u>جناب ہمایون سیف اللہ خان</u>، زمونږ واله علاقه هم ده۔ اکرم خانه نور، څه نه دی۔

<u>جناب اکرم خان درانی</u>، DDAC چیئرمینان د جی مقرر شی او DDAC Act ما څه اووئیل__ جان محمد خانه، تاسو اوگورئ، نن خو دلته ناست یئ، بله ورځ به هلته ناست یئ او بیا به چغے وهئ نو دا جی د یو ممبر خواهش دے نو زمونږ دا گزارش دے چه تاسو زر نه زر دا کمیټیانے بحال کړئ او که نه وی نو دا خو یو قانونی پیچیدگی ده۔ ته به تعمیراتی کار اونکړے شے۔ هرسړے به په تا باندے Court ته لاړ شی او دا کارونه به بند شی نو د دے د پاره پکار دی چه مونږه ټول په خپلو کښې خبرے اوکړو۔ آخر کښې زه بیا د دے ټولو ممبرانو ترجمانی کوم، دا ټول دا غواړی چه دا د بحال کړے شی او په آخر کښې جی زه ستاسو او د ټول هاؤس یو ځل بیا شکریه ادا کوم۔

<u>وزیر آبپاشی و آبنوشی</u>، جناب سپیکر صاحب! پوائنټ آف آرډر۔ زه عرض کوم۔ زه تاسو لیږلے وم دے پریس وا لا ورونړو ته نو هغوی مهربانی اوکړه او خپل هړتال ئے ختم کړو۔ دوئ ته دا خواست کوم، دوئ دا فیصله کړے ده چه پینځه منټه به هره ورځ هړتال کوی۔ دوئ یو کمیټی جوړه کړے ده۔ سیکریټری انفارمیشن، ډی سی پشاور، ډائریکټر انفارمیشن او دوه

جرنلستان صاحبان هم پکښې شته نو د دوئ ډیمانډ دا دے چه د "کسوټی اخبار" باره کښې د زر تر زره کارروائی اوشی۔ تقریباً د 143 کسانو تنخواګانے پاتے دی نو انشاء اللّٰه تعالیٰ حکومت به زر تر زره په دے غور اوکړی او دا خواست دوئ ته کوم ستاسو په وساطت چه دا خپل دوئ چه کوم پینځه منټه بائیکاټ کوی چه دا هم نه کوی ځکه چه دا بجټ سیشن دے او ممبران خپلے خبرے کوی نو پکار دی چه هر چا ته پوره پوره کوریج ملاؤ شی۔ مهربانی۔

<u>جناب محمد ایوب خان آفریدی</u>: جناب سپیکر! میں بھی بشیر احمد بلور صاحب کے ساتھ گیا تھا اور میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

<u>Mr. Speaker:</u> Mr. Ghani-ur-Rehman Khan, please.

<u>جناب غنی الرحمان</u>: بسم اللّٰه الرحمٰن الرّحیم۔ جناب سپیکر! مشکور یم چه موقع مو راکړه۔ جناب سپیکر! د حزب اختلاف لیډر جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ چه په بجټ باندے کوم اعتراضات یا تجاویز وو، هغه ئے په ډیر ښه طریقے سره Explain کړل او زه د هغے تائید کوم۔ هغوی حکومتی پارټئ ته داسے تجاویز هم پیش کړو چه که په هغے غور اوشی نو هغه به د دے صوبے په مفادو کښې وی۔ پیر محمد خان صاحب هم خپل تفصیلی تقریر اوکړو خو زه لوئے تقریر کول نه غواړم۔ جناب سپیکر! 98-1997 بجټ چه کوم پیش شوے دے، هر کال یو بجټ په دے صوبے کښې پیش کیږی چه هغه د آمدن او خرچو د اعداد و شمار یو اندازه وی چه پبلک ته دا اوښائی چه یره زمونږ دومره آمدن دے او دومره مو اخراجات دی۔ آمدن کښې مونږ دومره قرضه یا د ګرانټ په ذریعے باندے د دے صوبے کمے پوره کوؤ۔ اکثر ځایونو کښې چیف منسټر صاحب د سیونګ کوشش کړے دے لکه د ګاډو سلسلے کښې چه هغه کوم اقدام کړے دے، پیشقدمی کوی، د هغے خرچے کمولو د پاره نو د داسے څیزونو مونږ تائید کوؤ۔ دا ښه اقدامات دی او بعضو ځایونو کښې ئے مخالفت کوؤ لکه د ریسټ هاؤسز متعلق د دوئ رائے او سوچ دے چه دا د نیلام شی۔ دا خو مثال داسے دے چه یو علاقے کښې یو سړی دیوالیه شی او هغه خپل هر شے خرڅ کړی او د وطن نه کډه اوکړی۔ دا ریسټ

هاؤسز د دے صوبے یو عزت دے، یو نوم دے چه یره دا سرکاری ریسٹ هاؤس دے۔ زما خیال دے چه دا شے د حکومت نه کوی او دا د دے صوبے بدنامی ده۔ جناب سپیکر! هر یو حکومت هم دا یوه خبره کوی او په مخکښې حکومت باندے مختلف الزامات لګوی د اقرباء پرورئ او د کرپشن خو اوس پکښې یوه نوے قصه راوتے ده، د قرضو والا چه یره مخکښې حکومت دومره قرضے اغستے دی۔ زه خو به دا اووایم چه که دا ریکارډ اوکتلے شی 1970 نه 1997 پورے څومره حکومتونه چه تیر دی، هر دورکښې Loan بیرونی یا اندرونی اغستلے شوے دی او مختلف حکومتونه په دے 27 سال کښې تیر دی۔ د پیپلز پارټئ حکومت هم وو او د مسلم لیګ حکومت هم وو، زه به دا اووایم چه بقایا مدت د مسلم لیګ حکومت وو Indirect یا Direrct۔ دے باندے چه مونږ دا خبره کوؤ چه مخکښې حکومت دا اوکړل او دا اوکړل نو مونږ دا ولے نه کوؤ چه دا سوچ اوکړو چه آیا مونږ کومه قرضه اغستے ده، هغه صحیح خرچ شوے ده او که نه؟ یا چه کوم وسائل دی، دا صحیح خرچ کیږی او که نه؟ اکثر بدنامی زمونږ د سیاسی خلقو اوشی چه یره سیاسی خلق Corrupt دی، دا دی او دا دی۔ دا ډهنډوره زمونږ خلاف، د ټولو خلاف دغه کیږی خو زه دا وایم چه دا بالکل غلطه ده۔ چه کومه طریقه په سرکاری محکمو کښې د Corruption د پاره Adopt کیږی، کومے طریقے سره چه Corruption کیږی، په هغے مونږ ښه پوهیږو خو یو منسټر هم هغه قابو کولے نه شی۔ هغه طریقه د هغوی نه شی ختمولے۔ هغه نظام ختم کولے نه شی۔ نو زما خیال دے چه زمونږ دا خبرے چه څومره دی، عبث دی۔ زه به دا اووایم چه داسے فنډونه هم شته، داسے فنډز شته چه هغه 90% خوړلے شی او 10% خرچ کیږی۔ په هغے دوئ ښه خبر دی۔ کوم ایم پی اے سره چه مالی اختیارات دی که هغه چیک اپ کوی، کوم منسټر سره چه اختیارات دی که هغه چیک اپ کوی، دا ټولے محکمے نے کوی او دا محکمے داسے طریقے جوړه وی چه هغه د کرپشن یوه طریقه وی۔ زه به دا هم اووایم چه داسے محکمے هم شته چه په هغے کښې ټهیکیداری سسټم چه دے هغه محکمه کوی۔ د ټهیکیدار په نامه باندے ټهیکے اغستلے شی، هغه د ملازم یا د نوکر په

حیثیت کښې وی، هغه ته 10% ورکوی او کار هغه محکمه اوکړی- چه څومره د هغوی خوښه وی هغه اولګوی، فائنل بل جوړ کړی د هغه سرې په نوم- بیا ئے واخلی او خپلو کښې ئے تقسیم کړی A to Z - دے سلسله کښې، افتخارخان ناست دے، ده په خپل دور کښې هم ډیرے لیټرے لیکلی دی- ده وئیل چه ما دا کوشش کړے دے چه فنډ بند کړم، نه Issue کیږی هغه محکمے ته- ناست دے، انشاء اللهٔ زما د خبرے تائید به اوکړی- جناب والا! دوئ ته پکار دا ده چه داسے یو کمیټی جوړه کړی چه دا نظام او دا طریقه چه کومه هغوی د شروع نه روانه کړے ده، چه دا فنډونه صحیح طریقے سره اولګی نو انشاء الله مونږ ته د سره د قرضے اغستلو ضرورت نشته- نه د بهر نه او نه د دننه نه- څومره پورے جناب سپیکر، چه د حکومتی خرچو Question دے چه یره دا خرچے کمے شی، انتظامی خرچے کمے شی، دا ښه خبره ده- د دے مونږ تائید کوؤ خو نه د انتقامی کارروائئ په طریقے سره نه- داسے نه- د ضلع ختم کیدو په وجه باندے څه د دنیا بچت به کیږی؟ زه افسوس کوم داسے ډیرے ضلعے دی چه هلته د هغے هډو ضرورت هم نشته- نو پکار دا ده چه هغه ختم شی؟ نه چه دا هنګو یا دیر بالا- چارسده خو نه ختم کیږی ځکه چه هلته خو آفتاب خان دے او ولی‌خان دے- دیر او هری پور کښې صابر شاه صاحب، یو سف ایوب صاحب او ګوهر ایوب صاحب دے- افسوس زه دا کوم چه زمونږ ضلع ختم کیږی، هنګو ضلع ختم کیږی او زما په ضلع کښې خو لیفټننټ جنرل ریټائرډ محمد عارف خان د دے صوبے موجوده ګورنر دےخو افسوس چه هغه ته مونږ نه شو وئیلی- کیدے شی چه هغه ئے د ضلع نه درته څه تحصیل یا سب تحصیل کړی- زه هغه ته هم دا وایم * +++++

++++++++++++++++++++++++++++++++++++

جناب فرید خان طوفان (وزیر بلدیات و خوراک): جناب سپیکر صاحب! چونکه ګورنر موجود نه دے نو د ---------

جناب غنی الرحمان: ګورنر نه، د President هم کیږی-

جناب سپیکر: دا الفاظ به Delete کیږی ځکه چه د ګورنر Conduct به دلته نه

---

*بحکم جناب سپیکر صاحب حذف کیا گیا

Discuss کیږی۔

جناب غنی الرحمان، رشتیا به وایو جناب۔

وزیر بلدیات، جلسه داوکړی په هنګو کښی۔

جناب غنی الرحمان، جناب! زه ډپټی چیف منسټر صاحب ته Request کوم چه لږ زمونږ Speech ته غوږ کیدی۔ (قہقہہ) لږ Speech ته غوږ اونیسئ۔ مونږ څه جرم نه دے کړے۔ څه داسے جرم مو نه دے کړے۔ هغه هم یو انسان دے او زما هنګووال دے۔ څه اوشو چه د دے صوبے ګورنر شولو۔ خلق پریزیډنټ ته وائی ۔ په امریکه کښی موجوده پریزیډنټ باندے مقدمے درج شولے۔ جناب! بل موجوده حکومت، خاصکر وزیر اعلیٰ صاحب په خپل Speeches کښی د لاء اینډ آرډرخبره کوله، د تهانړو د خرسیدو، دا قسم ته خبرے یه نے کولے۔ جناب! مونږه دا نه وایو، مونږ د وزیر اعلیٰ صاحب د هر ښه قدم چه د عوامو په Interest کښی وی، به تائید کوو، حمایت به نے کوو او ملګرتیا به نے کوو۔ خو نه مخکښے که یوے طریقے سره که تهانړے خرڅیدے، نن تاسو اوګورئ چه څومره ټرانسفرز کیږی؟ په دے دوه میاشتو کښی دومره زیات ټرانسفرز شوی دی، ټول سفارشی ټرانسفرز شوی دی۔ که ضلعو کښی دی، که تحصیلونو کښی دی او که تهانړو کښی دی نو یا په یوے طریقے یا به بلے طریقے سره شوی دی۔ آیا دا کرپشن نه دے؟ د دے نتیجه دا ده چه نن د پشاور د زړه نه، دا ګنج د پشاور زړه دے او د لته نه یو پورا خاندان اغوا شولو خو چا وربانده خبره قدرے اونکړه۔ حکومت چا ته هم سزا ورنکړه۔ آیا ایډمنسټریشن داسےوی؟ که دا ایډمنسټریشن وی نو زما خیال دے چه دا زمونږه ډیره بدقسمتی ده۔ زما په وخت کښی تاسو بار بار ګهړئ ګورئ جناب سپیکر، ټهیک ده، زه خپل تقریر ختم کوم خو آخر کښی چیف منسټر او ډپټی چیف منسټر صاحبانو ته دا خواست کوم چه زما ضلع مه ختم کوئ۔ دا د دے عوامو Demand وو۔ دا په میرټ جوړه ده او دا آفتاب خان په څه سیاسی لیول باندے نه ده جوړه کړے۔ آفتاب خان هلته راغلو، جلسه نے اوکړله او اوونیلو چه اصولی طور سره زه Agree یم۔ لسمے له پیر صابر شاه صاحب راغلو او اوونیلو چه که دا ضلع شیرپاؤ خان

جوړه نه کړه نو بیا به نے زه جوړه کړم- بیا اجمل خټک او فرید طوفان صاحبان راغلل، هغوی اووئیلو چه دا ضلع که آفتاب خان جوړه نه کړه نو مونږه به نے جوړه کړو- د دوئ نه پس بیا نواز شریف صاحب هنګو ته راغلو او هغه هم اعلان اوکړلو- که دا په میرټ نه وے نو زما په خیال هرے پارټئ به د دے تانید ولے کولو او د عوامو ډیمانډ به نے ولے جاتز ګنړلو؟ خکه نے جاتز ګنړلو چه دا زمونږ حق وو- نو زمونږ نه خپل حق مه اخلئ- زه ډیر عاجزانه Request کوم طوفان صاحب ته او سردار صاحب ته- ډیره مهربانی، ډیره شکریه- (تالیاں)

Mr. Speaker: Mr. Muhammad Ayub Khan Afridi, please.

جناب محمد ایوب خان آفریدی: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے 1997-98 کے بجٹ پر اظہار خیال کا موقع دیا- جناب والا! 1990ء سے آج تک یہی ہوتا آرہا ہے کیونکہ میں حکومت میں بھی رہا ہوں اور اپوزیشن میں بھی رہا ہوں، حکومت والے کہتے ہیں کہ بجٹ اچھا ہے اور اپوزیشن والے کہتے ہیں کہ بجٹ خراب ہے لیکن میں یہ کہونگا کہ موجودہ بجٹ جن حالات میں تیار کیا گیا ہے، اس کا ہم سب کو بخوبی علم ہے- پچھلے چند سالوں کے دوران وسائل کے ضیاع، غیرترقیاتی اخراجات میں اضافہ، مالی ڈسپلن کا فقدان اور ناقص حکمت عملی کی وجہ سے آج ملکی معیشت کو جس سنگین صورتحال کا سامنا ہے وہ اس سے پہلے کبھی نہ تھا- غیر ملکی تجارت میں مسلسل خسارہ معیشت پر موجود بوجھ میں اضافے کا سبب بنا ہے اور زر مبادلہ کے ذخائر بری طرح متاثر ہوئے ہیں- موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے سے پہلے خزانہ میں صرف چارسو ملین ڈالر کے قریب پیسے رہ گئے تھے اور ایک موقع پر تو صورتحال اتنی زیادہ بگڑ چکی تھی کہ سٹیٹ بینک سے ایک ارب 80 کروڑ روپے کا اوور ڈرافٹ بھی لیا گیا- جناب والا! ان حالات میں، یہ ریکارڈ پر ہے کہ ایک کروڑ ------------ (قہقہے)

جناب سپیکر: لږ غوندے خپل الفاظ Correct کړئ- ولے راته مه وایئ- (قہقہے)

جناب پیر محمد خان: پوائنټ آف آرډر- جناب سپیکر صاحب! لیکلے تقریر نه شی کولے- (قہقہے)

جناب محمد ایوب خان آفریدی: سپیکر صاحب! لیکلے تقریر نه دے- دا خو ما د

پو ائنٹس ٹھیک کولو د پاره لیکلی دی۔ په قلاره کینه، ما تقریر کښ څه نه دی وئیلے۔ جناب والا! مالی معاملات میں مسلسل بدنظمی اور صوبے کے امور چلانے میں ڈسپلن اور میرٹ کے فقدان کیوجہ سے یہ صورتحال پیدا ہو گئی کہ 93-1992 میں ---

جناب سپیکر: هغه نوټس ته ریفرنس کوئ، ټول Reading د هغے نه مه کوئ جی۔ (قہقہے)

جناب محمد ایوب خان آفریدی: جی سر۔ نوټس د ریفرنس د پاره دی سر۔ جس صوبے کا بجٹ فاضل ہوتا تھا، وہ ایک ارب، اسی کروڑ روپے خسارے میں چلا گیا ہے۔ جناب والا! اس کے علاوہ اگر اسے اس صورتحال کے تناظر میں بھی دیکھا جائے تو سال 98-1997 کا بجٹ بلاشبہ فاضل ہے اور میں وزیر اعلیٰ صاحب، اسکے رفقائے کار اور اس کی کابینہ کو فاضل بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (تالیاں)

جناب سپیکر! بجٹ کی تفصیلات کو محض اگلے سال کی آمدن اور اخراجات کے تخمینہ جات کے طور پر نہیں دیکھا جاتا بلکہ یہ حکومت وقت کے منشور اور پالیسی پر عملدرآمد کرنے کیلئے ہوتا ہے۔ اس کی تیاری ہمارے مسائل کے حل کیلئے حکومت کی آئینہ دار ہوتی ہے اور اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ جس پر چل کر حکومت عوام کی ترقی اور خوشحالی کیلئے کام کرسکتی ہے---------

جناب نجم الدین: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! دوئ جی Written لگیا دی د کاغذ نه نو زما دا درخواست دے جی که رولز کښ څه Provision وی نو--

جناب سپیکر: نجم الدین خان! دے ټول هاؤس فیصله کړے ده او هغه بند دی۔ زه پخپله چه کوم شے وی، هغه ورته پوائنټ آوټ کوم۔ ما ورته پوائنټ آوټ کړه۔

جناب نجم الدین: سر! چه کومه غلطی کیږی هغه خبره خو به کوؤ۔

جناب احمد حسن خان: دے د سر، وانی خو هغه سړے د اوښانی چه چا ورله لیکلے دے بس؟ نور د وانی، هیڅ فرق نشته۔

جناب محمد ایوب خان آفریدی: دا پوائنټس چا لیکلی دی ما ته چه اووایه۔ لږ په قلاره کینه کنه۔

جناب نجم الدین: سر! تاسو دا پوائنټ نه دے نوټ کړے۔

جناب محمد ایوب خان آفریدی: جناب سپیکر! اپوزیشن نے اپنی جتنی بھی Speeches کیں، جناب شیرپاؤ خان صاحب، لیڈر آف دی اپوزیشن نے جو تقریر کی تو وہ بھی نوٹ ریفرنس کو دیکھتے رہے ہیں تو میرے خیال میں انہیں Interference نہیں کرنی چاہئے اور یہ ان کیلئے بہتر رہے گا۔

Mr. Speaker: Please continue.

جناب محمد ایوب خان آفریدی: جناب والا! اگلے مالی سال کیلئے وفاقی حکومت نے اس صوبے کو جو گرانٹ دی ہے، ہم اس کیلئے ان کے مشکور ہیں۔ جناب سپیکر! پچھلے چند سالوں سے اس صوبے میں یہ روایت چل پڑی تھی کہ سرکاری ترقیاتی پروگرام کو اے ڈی پی میں تو Reflect کیا جاتا تھا لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہوتا تھا لیکن یہ پہلی دفعہ ہے کہ جو سکیمیں سابقہ حکومت نے اے ڈی پی میں دی تھیں، انہیں Reflect کیا گیا اور ان کے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں کی گئی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ حقیقت پر مبنی اپنے صوبے کے وسائل میں معیشت کو جس طرح چھوڑا گیا تھا، اس کے مطابق تو اس سے بہتر بجٹ نہیں بنایا جا سکتا تھا۔ (تالیاں) میں یہ بھی گزارش کرونگا کہ یہاں گندم یا آٹے کی بات ہوئی ہے لیکن یہ پہلی دفعہ ہے کہ اس حکومت نے آئندہ سال خوراک کیلئے فوڈ سبسڈی میں 858 ملین روپے رکھے ہیں جو کہ ایک بہت بڑی بات ہے اور دوسرے ترقیاتی کاموں کیلئے 892 روپے مختص کئے گئے ہیں۔ جیسے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی Speech میں بھی کہا کہ ہمارے منصوبے انشاء اللہ کاغذی نہیں ہونگے۔ صوبے کے وسائل کو دیکھتے ہوئے، پیہور کینال کی بات میں 1990 سے سن رہا ہوں لیکن آج حقیقی طور پر اس کیلئے بجٹ میں پیسے رکھے گئے ہیں اور اسی طرح ڈیم کیلئے بھی پیسے رکھے گئے ہیں۔ جہاں تک انڈسٹریز کا تعلق ہے، تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک زمانہ ایسا تھا کہ جب کراچی میں سندھ انڈسٹریل سٹیٹ بنا تو چونکہ صوبہ سرحد میں اس وقت انڈسٹری نہیں تھی لیکن صوبہ پنجاب سے بھی لوگ کراچی گئے تھے، آج کراچی میں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے اور جن کے پاس پیسے تھے، انہوں نے وہاں جاکر انڈسٹری لگائی اور صوبہ سرحد کے لوگوں کے پاس پیسے بہت تھوڑے تھے، لہٰذا وہ نہیں لگا سکے۔ ان انڈسٹریز کے مزدوروں نے وہاں اپنے لئے ٹرانسپورٹ خرید لی۔ ٹیکنیکل لوگ کراچی چلے گئے اور پورا بوجھ بھی کراچی پر پڑ گیا۔ آج میاں نواز شریف صاحب نے دوبارہ موٹروے کا آغاز کیا ہے اور جب یہ مکمل ہوگی تو اس میں انڈسٹریل زونز بھی بنیں گے اور سرمایہ

کارکراچی سے واپس پنجاب اور صوبہ سرحد کو آئیں گے' یہاں بے روزگاری بھی ختم ہو جائے گی اور ٹیکنیکل لوگ بھی واپس آ جائیں گے۔ (تالیاں) ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ جو جائز مراعات گدون انڈسٹریل سٹیٹ کو دی گئیں تھیں یا صوبے میں سیمنٹ انڈسٹریز کی بات ہوئی ہے تو ہم اس کیلئے کوشش کرینگے۔ Sick Industries کیلئے ایک ٹاسک فورس بھی بنائی گئی ہے جس کی سفارشات صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت کو بھیج دی ہیں اور ہم امید رکھتے ہیں کہ جس طرح اس صوبے کیلئے نواز شریف صاحب نے خصوصی گرانٹ دی ہے تو اس پر بھی غور کیا جائے گا۔ جناب سپیکر صاحب! آج میاں محمد نواز شریف صاحب ایک ایسی سڑک کا افتتاح کر رہے ہیں جس سے ہمیں یقین ہے کہ ٹورازم کی انڈسٹری پھلے پھولے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ جناب پیر محمد خان صاحب نے بات کی ہے کہ یہ ایک غیر اسلامی بجٹ ہے۔ اس میں شراب پر ٹیکس لگایا گیا ہے' یہ غیر اسلامی ملک ہے لیکن پیر محمد خان صاحب یہاں ہمیں دوسرے ممالک کے لوگ قرضے بھی دیتے ہیں جنہیں ہم بڑی بے دردی سے خرچ کرتے ہیں۔ اگر اس پر ایک پیسہ بھی مارک اپ نہ ہو تو پھر بھی ہم یہ سوچتے نہیں اور بے دردی سے خرچ کرتے ہیں جیسے کہ پچھلے تین سالوں میں بے دردی سے خرچ ہوتا رہا ہے اور جنہیں وہ لوگ دیکھنے کیلئے یہاں آتے ہیں' ان کیلئے یہاں فائیو سٹارز ہوٹل بھی ہیں اور اگر یہ ٹیکس زیادہ کیا جائیگا تو ان سے ٹیکس لیا جائیگا۔ آپ یقین رکھیں کہ اگر آپ شراب کو برا سمجھتے ہیں تو ہر مسلمان شراب کو برا سمجھتا ہے۔ یہ ٹیکس اگر زیادہ ہیں تو یہ ان فائیو سٹارز ہوٹلوں پر زیادہ کیا گیا ہے۔ (تالیاں) اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کرونگا کہ جہاں تک اس بجٹ کا تعلق ہے تو یہ ایک بہترین بجٹ ہے اور موجودہ حالات میں اس سے بہتر بجٹ میرے خیال میں پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ جہاں تک سود کا تعلق ہے تو میرے خیال میں ہی نہیں بلکہ یہ حقیقت ہے کہ اس ملک میں سب سے بڑے دو فرقے ہیں' سنی اور شیعہ حضرات' عشر کا نظام' جسے وہ بھی مانتے ہیں اور ہم بھی مانتے ہیں' جو کہ Produce پر ہے کہ 10% produce پر دیا جائے اور اگر وہ بھی کوئی نہیں دیتا تو پھر اس کیلئے کوئی نہ کوئی طریقہ ہونا چاہئے تھا' اسلئے ایگریکلچر ٹیکس لگایا گیا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کیلئے' ان کی سکیموں کیلئے بجٹ میں پیسے بھی نہیں رکھے گئے ہیں' یہ بھی نہیں ہوا اور وہ بھی نہیں ہوا ہے' تو کوئی نہ کوئی طریقہ' کوئی نہ کوئی پالیسی اپنا کر کسی نہ کسی طریقے سے حکومت نے اس فنڈ کو تو Generate کرنا

ہے۔ جناب والا! اسی کیساتھ میں ایک دفعہ پھر، آپ کی وساطت سے، جناب وزیر اعلیٰ صاحب اور ان کے رفقائے کار کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنا اچھا بجٹ پیش کیا اور انشاء اللہ آئندہ سال جب اس صوبے کی معیشت ٹھیک ہو جائے گی تو پھر آپ کی سکیمیں بھی مکمل ہونگی۔ جناب سپیکر صاحب! آپ بھی ایک عوامی نمائندے ہیں اور ہم بھی ہیں۔ جب ہم الیکشن میں جاتے تھے تو لوگ یہی کہتے تھے کہ تین پانچ سال کیلئے ووٹ آپ کو دیدیئے ہیں، لیکن تین سال بھی پورے نہیں ہوتے تھے لیکن اب میرے اپوزیشن کے بھائی تسلی رکھیں کیونکہ اس سے بہتر بجٹ پیش نہیں ہو سکتا تھا۔ اس حکومت نے انشاء اللہ اس نظام میں رہنا ہے اور پانچ سال بعد الیکشن ہونگے۔ آئندہ جب آپ الیکشن میں جائیں گے تو، انشاء اللہ عوام کی امیدوں کیمطابق، انکی توقعات پر پورا اترتے ہوئے اور اس خاموش انقلاب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، عوام بھی مطمئن ہونگے اور ہم بھی۔ وسلام۔ (تالیاں)

جناب سپیکر: زما خیال دے چه ایجنڈا به تاسو ته تقسیم شوے وی د صبا د پاره۔ ہانم مونږه نهه بجے د سحر مقرر کړے دے۔ دا ستاسو نوټس کښې راولم ولے چه د جمعے ورځ به وی او تاسو مقررین صاحبان به ہانم هم لږ زیات اخلئ نو دے د پاره سبا انشاء الله تعالیٰ Sharp نهه بجے به شروع کوو۔

The sitting is adjourned and we will meet tomorrow at 9. 00 a.m. Thank you very much.

(اسمبلی کا اجلاس جمعہ 20 جون 1997 نو بجے صبح تک کیلئے ملتوی ہوگیا۔)